عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۳۰ | یکم تا ۱۵ شوال المکرم ۱۴۳۲ھ مطابق یکم تا ۱۵ ستمبر ۲۰۱۱ء | شمارہ: ۳۳/۳۴

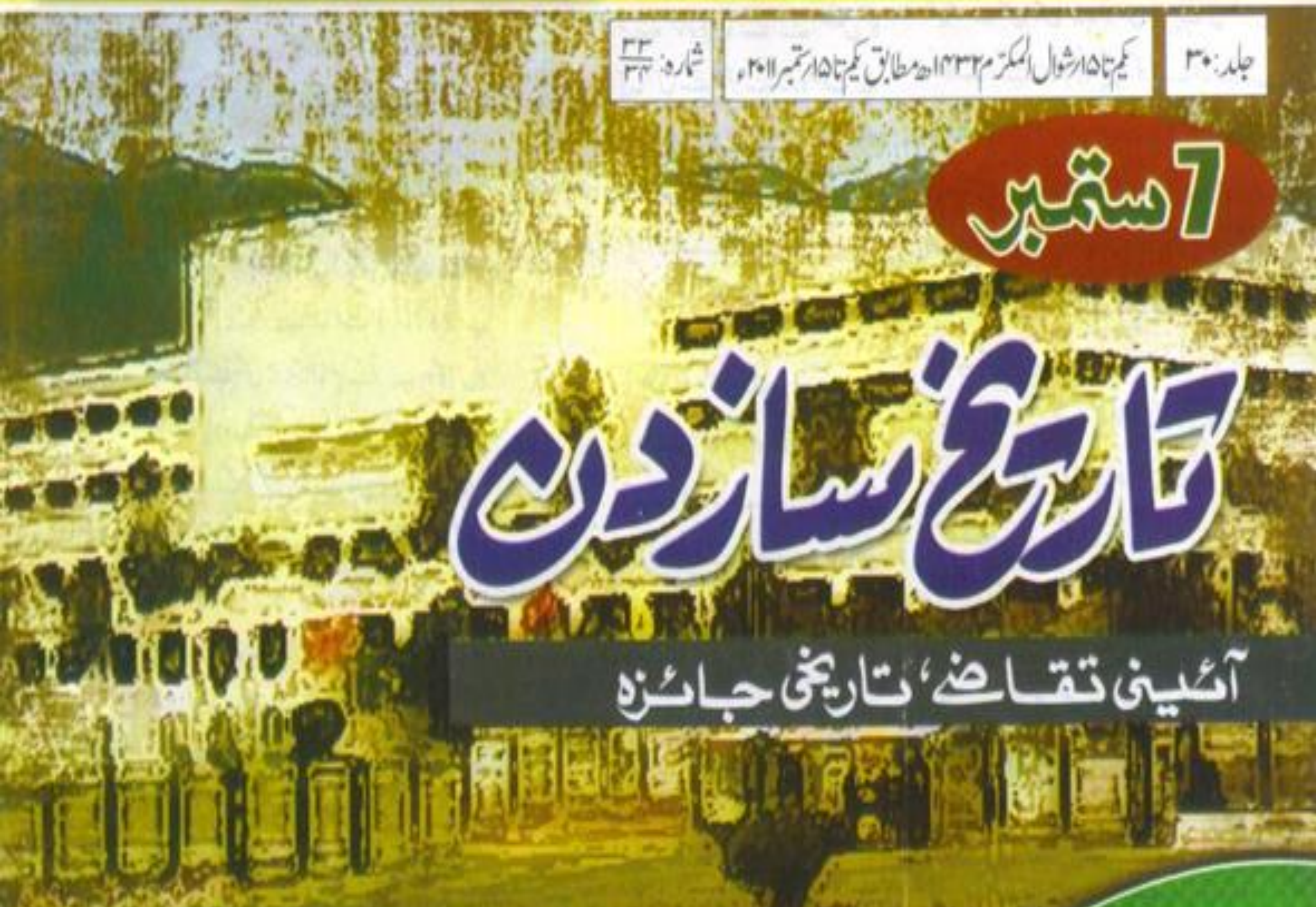

۷ ستمبر

تاریخ ساز دن

آئینی تقاضے، تاریخی جائزہ

عقیدۂ ختمِ نبوت

قرآن و سنت اور اجماعِ امت کی روشنی میں

کراچی میں قیامِ امن اور ہماری ذمہ داری

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.com.pk
Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

کرسی پر نماز

سلیم احمد، کراچی

س:...... مسجد کے اندر ان لوگوں کے لئے کرسی یا اسٹول رکھے جاتے ہیں جو کھڑے ہوکر نماز ادا نہیں کرسکتے، جماعت کے وقت صفوں میں نمازیوں کے درمیان کرسی رکھ کر اور اس پر بیٹھ کر نماز ادا کرسکتے ہیں؟ غالباً حدیث ہے کہ امام کے قریب قریب جماعت اور نماز کا ثواب بہت ملتا ہے، یعنی جو جتنا امام کے قریب ہوگا اس کو ثواب زیادہ ملے گا، کچھ لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ صف کے آخری کونے میں کرسی پر نماز ادا کریں اور درمیان میں کہیں بھی کرسی نہ رکھیں، حرم شریف میں نماز کی ادائیگی کے وقت ایسی پابندی دیکھنے میں نہیں آتی۔ ازراہ کرم تفصیلی جواب عنایت فرمائیں۔ جزاک اللہ۔

ج:...... اگر کوئی آدمی واقعی معذور ہے کہ وہ کھڑا نہیں ہوسکتا یا کرسی کے بغیر زمین پر نہیں بیٹھ سکتا تو اس کے لئے کرسی بچھا کر نماز پڑھنا جائز ہے، البتہ جو شخص رکوع، سجدہ پر قادر نہیں ہے، اس سے قیام بھی ساقط ہوجاتا ہے، وہ بیٹھ کر اشارہ سے نماز پڑھے، بعض لوگ رکوع و سجدہ کے لئے اشارہ کرتے ہیں مگر کھڑے رہتے ہیں ان کا قیام درست نہیں اور جو لوگ رکوع و سجدہ تو کرسکتے ہیں مگر کھڑے نہیں ہوسکتے، ان کو بیٹھ کر رکوع و سجدہ سے نماز ادا کرنا چاہئے، ایسے لوگ اگر کرسی پر بیٹھے ہوں تو سامنے کوئی میز وغیرہ رکھ کر اس پر سجدہ کیا کریں، مگر عام طور پر آج کل بلا عذر بھی لوگ ایسا کرلیتے ہیں ان کو اس سے احتیاط و احتراز کرنا چاہئے چونکہ کرسی یا اسٹول دوسرے نمازیوں کے لئے مشکل کا ذریعہ بنتے ہیں اس لئے بہتر ہے کہ وہ صف کے ایک کنارہ پر بچھائے جائیں۔ انشاء اللہ دوسرے کی راحت رسانی کی برکت سے ایسے معذور کو پورا پورا ثواب ملے گا۔

زکوٰۃ کی مد کا مقصد

حاجی نذر محمد، کراچی

س:...... میرا بھائی اور بہنوئی میرے پاس کام کرتے ہیں، ۱۹۹۰ء سے لے کر ۲۰۰۰ء تک میں ذات پاک کی توسط سے خرچ دے رہا ہوں، بھائی کے پانچ بچے اور بہنوئی کے تین بچے ہیں، پہلے میں خلیج میں تھا، باقاعدہ ان کو خرچہ دیتا رہا، لیکن میری ۲۰۰۰ء کے بعد نوکری ختم ہوگئی، تو یہ لوگ میرے آسرے پر بیٹھے رہے۔ میرے پاس جو بچی کچی رقم تھی، اس سے میں نے دکان کھول لی اور ان دونوں کو بٹھادیا، ہم لوگ بلوچستان کے ایک پسماندہ اور دور افتادہ علاقے میں رہتے ہیں، یہ دونوں بے روزگار ہیں، جب میں خلیج میں تھا تو ان کو دکان کھول کردی تھی۔ ۱۹۹۰ء میں کاروبار ختم ہوگیا، چونکہ ہم لوگ اکٹھی چاردیواری میں رہتے ہیں، مرحومہ والدہ کی نصیحت پر کہ ان کو دکان کھول کر دو نوکر کی طرح دونوں کو رکھ لو جس طرح دوسرے دکان میں نوکروں کو تنخواہ ملتی ہے اسی حساب سے ان کو بھی دو۔ خرچہ تو زیادہ آتا ہے اگر تمہارے بس میں ہے تو ان کو پہلے کی طرح کھلاتے رہتے رہو باقی اپنی زکوٰۃ کے حساب میں لگالو تو میں نے ایسا ہی کیا، بہنوئی کی تنخواہ دو ہزار روپے مقرر کی ہے جب کہ خرچہ ہر ایک کا چھ ہزار روپے آتا ہے، میں نے اپنے دل میں یہی ایک مقصد رکھا ہے ان کو تنخواہ کے علاوہ باقی زکوٰۃ کے حساب میں آئیں گے؟ میں اگر بہنوئی کو کہہ دوں کہ باقی تمہارے خرچ کا حصہ زکوٰۃ کے حساب سے دے رہا ہوں وہ کام چھوڑ دیتا ہے گھر بیٹھنے کا خرچہ مجھے دینا پڑے گا؟

مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ

ج:...... دوسرے مسلکہ پرچہ پر جواب درج ہے ملاحظہ ہو، میرے بھائی سوال کے ساتھ جواب کی بھی جگہ چھوڑنی چاہئے! بہرحال اگر آپ نے اپنے بھائی اور بہنوئی کو دکان پر بٹھاتے وقت ان کو بتلادیا تھا کہ آپ کی تنخواہ اتنا ہے اور اس کے علاوہ دوسرا خرچہ مد تنخواہ میں سے نہیں ہوگا بلکہ میری طرف سے ہوگا اور پھر تنخواہ کے علاوہ دوسرا خرچہ دیتے وقت آپ زکوٰۃ کی نیت کرلیتے تھے اور وہ واقعی زکوٰۃ کے مستحق بھی تھے یعنی ان کی ملکیت میں نقد، سونا، چاندی یا مال تجارت میں ایسا کچھ نہ تھا جس کی مالیت ساڑھے باون تولہ چاندی کے برابر تھی، تو تنخواہ سے اوپر دیا گیا خرچہ آپ کی زکوٰۃ میں منہا ہوجائے گا۔ واللہ اعلم۔

ہفت روزہ ختم نبوۃ

مجلس ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۰ یکم تا ۱۵ ر شوال المکرم ۱۴۳۲ھ مطابق یکم تا ۱۵ ر ستمبر ۲۰۱۱ء شمارہ: ۳۳، ۳۴

سرپرست

حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفی

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

ان العید لمن خاف وعید	۴	مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ
معمولات عید	۷	مولانا عبدالماجد دریا آبادیؒ
شوال کے چھ روزوں کی فضیلت	۹	مفتی عبداللہ حسن زئی
۷ر ستمبر! تاریخ ساز دن، آئینی تقاضے....	۱۰	مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ
عقیدۂ ختم نبوت....	۱۹	مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
کراچی میں قیام امن اور ہماری ذمہ داری	۲۳	مولانا محمد اعجاز مصطفی

اعلان

عید الفطر کی تعطیلات کے باعث شمارہ ۳۳، ۳۴ کو یکجا کیا جارہا ہے۔ ایجنسی ہولڈرز حضرات اور قارئین کرام نوٹ فرمالیں۔ (ادارہ)

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زر تعاون بیرون ملک

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

زر تعاون اندرون ملک

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

چیک - ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ (کوڈ: 0159) کراچی پاکستان ارسال کریں۔

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)

Old Numaish M.A Jinnah Road Karachi

Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون: ۴۷۸۳۴۸۶-۰۶۱، ۴۵۸۳۴۸۶-۰۶۱

Hazori Bagh Road Multan

Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:

35,Stockwell Green

London, SW9 9HZ U.K

Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سید شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ

ان العید لمن خاف وعید

اللہ تعالیٰ کی عنایات والطاف کا موسم بہار اور سلوک ربانی کا ماہ مقدس اختتام پذیر ہوا' اللہ تعالیٰ نے اپنے بے شمار بندوں کی مغفرت و بخشش کے پروانے جاری کئے ہوں گے' لاکھوں فرزندان توحید عید کے روز مغفرت الٰہیہ کی خوشخبری لے کر گھروں کو لوٹے ہوں گے۔ قابل مبارک باد ہیں وہ لوگ جنہوں نے اس ماہ مبارک کے آداب وفضائل کا خیال رکھا اور اس کے ایک ایک لمحہ کی قدر کی' مغفرت الٰہی کو اپنے دامن میں سمیٹنے کا اہتمام کیا اور دامن عصیان کو نچوڑ کر توبہ وانابت کا غازہ استعمال کیا اور یا باغی الشر اقصر (اے گناہ کے متلاشی رک جا!) اور یا باغی الخیر اقبل (اے خیر کے متلاشی آگے بڑھ!) کا بھرپور مظاہرہ کیا اور روزہ' رمضان' تراویح' تلاوت' اعتکاف' اور شب قدر اور عید کی رات جیسی مقدس عبادات سے حسب مقدور نفع اٹھایا' یہی وہ لوگ ہیں جو صحیح معنی میں عید کی خوشیوں کے مستحق ہیں کیونکہ:

لیس العید لمن لبس الجدید ان العید لمن خاف وعید

یعنی نئے کپڑے پہن لینے کا نام عید نہیں' عید درحقیقت اس کی ہے جو اللہ تعالیٰ کی وعیدوں سے ڈر گیا اور جس نے اپنی مغفرت کا سامان کرلیا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی طرف منسوب ہے کہ ان سے کسی نے عید کے موقع پر عید کی خوشی کے بارے میں پوچھا تو فرمایا: "ہماری عید تو اس دن ہوگی جس دن دنیا سے ایمان سلامت لے کر جائیں گے اور اصل عید تو اس دن ہوگی جب نامہ عمل داہنے ہاتھ میں لے کر پل صراط سے گزر کر جنت میں پہنچیں گے۔" اس کی سند کیسی ہے؟ اس کی تصدیق نہیں' مگر مضمون بہت ہی عمدہ ہے۔ اس لئے کہ یہاں کی کوئی خوشی خوشی نہیں اور یہاں کا غم' غم نہیں کیونکہ یہاں کی ہر شے کو فنا اور زوال ہے' اندیشہ ہے کہ خوشی کے بعد کوئی مصیبت نہ آجائے۔ حقیقی خوشی اور عید یہ ہے کہ آدمی جہنم کی تکلیف اور اللہ تعالیٰ کے غضب سے مامون ہوجائے۔ جن لوگوں نے رمضان کے لمحات کی قدر کی' قرآن کریم کی تلاوت سے اپنے اوقات کو معمور کیا' روزہ کا اہتمام کیا' تراویح کی لذت سے شادکام ہوئے' اعتکاف کرکے بارگاہ الٰہی سے اپنی مغفرت کی بھیک مانگ لی اور افطار کے وقت اپنی اور اپنے اعزا واقربا کے لئے دعائیں کرکے افطار کے وقت کی قبولیت دعا کے وعدہ الٰہی سے مستفید ہوئے اور اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے نجات یافتہ بندوں میں شامل کرلیا۔ درحقیقت وہی لوگ عید کی مبارک باد کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اس کا مورد بنائے۔ اس کے برعکس قابل صد افسوس ہیں وہ لوگ جنہوں نے رحمت ومغفرت کی موسم بہار اور جہنم کی آگ سے نجات کے اس ماہ مبارک کی ناقدری کی اور پورے ایک ماہ تک مغفرت عامہ کی پیشکش سے مستفید نہیں ہوئے۔ گناہ کی زندگی چھوڑ کر حسنات کی راہ پر نہیں لگے اور اپنے اندر کوئی تبدیلی پیدا نہیں کی بلکہ وہ سمندر کے کنارے بیٹھ کر پیاسے کے پیاسے رہے۔ ایسے ہی لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور حضرت جبریل علیہ السلام نے ہلاکت وبربادی کی بددعا فرمائی ہے۔ (واللہ اعلم) غالباً اس کی وجہ یہ ہے کہ جو شخص رمضان المبارک جیسے مہینہ میں بھی اپنی مغفرت نہ کراسکا ہو وہ اس لائق ہے کہ ہلاک وبرباد ہو کیونکہ اس ماہ میں رحمت ومغفرت کی تحصیل اس قدر آسان اور سستی ہے جو اس کے علاوہ کسی دوسرے مہینہ اور موسم میں ممکن نہیں ہوگی۔ چنانچہ اس ماہ مبارک میں انسانوں کی مغفرت کے لئے اللہ تعالیٰ نے درج ذیل اسباب وذرائع مہیا فرمائے:

☆...... جنات وشیاطین جو انسان کو گمراہ کرکے اللہ تعالیٰ سے اور جنت سے دوری اور جہنم میں لے جانے کا سبب بنتے ہیں' ان کو قید کردیا جاتا ہے۔

☆...... جہنم کے تمام دروازے بند کردیئے جاتے ہیں۔

☆...... اس ماہ میں نیکی کرنے والے کا استقبال کیا جاتا ہے اور گناہ کے مرتکب کے لئے ترک گناہ کے اسباب پیدا فرمائے جاتے ہیں۔

☆...... اعمال کا اجر وثواب ستر گنا بڑھا دیا جاتا ہے۔

☆...... روزہ دار کے روزہ کا بدلہ اللہ تعالیٰ اپنے دست قدرت سے دینے کا اعلان فرماتے ہیں۔

☆...... اللہ تعالیٰ روزہ دار سے خصوصی قرب کا اعلان فرماتے ہیں کہ اس کے منہ کی بو اللہ کے ہاں مشک سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

☆...... روزہ دار کی افطار کے وقت دعاؤں کے قبول ہونے کی خوشخبری کا اعلان کیا جاتا ہے۔

☆...... قرآن کریم کی تلاوت کی توفیق عطا ہوتی ہے اور قرآن سننے اور تراویح سنانے کا موقع فراہم ہوتا ہے۔

☆...... اعتکاف جو بارگاہ الٰہی میں قرب وحضور کا بہترین ذریعہ ہے کی سعادت نصیب ہوتی ہے۔

☆...... لیلۃ القدر جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے میسر آتی ہے۔

☆...... روزانہ دس لاکھ مسلمانوں کی جہنم سے نجات اور پھر آخر رمضان میں ان سب کے برابر کی نجات کا اعلان کیا جاتا ہے۔

☆...... اس ماہ میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی طرف نظر رحمت فرماتے ہیں اور جس کی طرف اللہ تعالیٰ نظر رحمت فرمالیں اس کو کبھی عذاب نہیں دیتے۔

☆...... اللہ تعالیٰ اس ماہ میں ملائکہ کو اپنے بندوں کے لئے دعائے مغفرت پر لگا دیتے ہیں۔

☆...... اس مہینہ کے لئے جنت کو سنوارا جاتا ہے تاکہ اللہ کے بندے تھک ہار کر جنت میں آکر راحت وسکون حاصل کریں۔

☆...... اس ماہ میں ہر جائز دعا قبول ہوتی ہے اور گناہ معاف ہوتے ہیں۔

☆...... عید کے دن عیدگاہ میں حاضر تمام مسلمانوں کی' جنہوں نے رمضان اور روزہ کا احترام کیا' مغفرت کا اعلان کیا جاتا ہے۔

لہٰذا جو شخص مغفرت ورحمت کی اس صلائے عام سے مستفید نہ ہوسکے اس سے بڑا محروم نصیب کون ہوگا؟ ایسے ہی محروم نصیب کے لئے حدیث شریف میں ہلاکت وبربادی کی بددعا کی گئی ہے۔ اور فرمایا "ہلاک ہو وہ شخص جس نے رمضان پایا اور اپنی مغفرت نہ کراسکا۔" اعاذنا اللہ منہ۔

۷ ستمبر... انعام الٰہی کا دن

قرآن کریم انسانیت کے لئے کتاب ہدایت، دستور حیات، مفتاح نجات اور باعث فوز وفلاح ہے، اس کے مضامین میں جس قدر گیرائی، گہرائی اور وسعت ہے، دوسری کوئی کتاب اس کا مقابلہ تو کیا، اس کے پاسنگ میں بھی نہیں ہے۔ قرآن کریم اپنے اندر جن علوم ومعارف کو سمیٹے ہوئے ہے، اس کا اندازہ بھی ہر کس وناکس کو نہیں ہوسکتا، اس لئے ہمارے اکابرؒ نے قرآن کریم اور مضامین قرآن کو آسان انداز میں سمجھانے کے لئے کچھ اصول وکلیات اور اصطلاحات متعارف کرائی ہیں۔ اگرچہ یہ اصطلاحات اکابر واسلاف کی کتب میں موجود ہیں، مگر ان مطولات کی طرف رجوع کرنا اور ان سے اخذ واستفادہ بھی ہر کسی کے بس کی بات نہیں ہے، اس لئے ہمارے اکابرین نے عوام کے ضعف اور قلت استعداد کا پاس کرتے ہوئے ان اصطلاحات کو نہایت عام فہم اردو میں مدون فرما کر قرآن فہمی کو آسان فرمادیا ہے۔ چنانچہ ہمارے زمانہ قریب کے عالم ربانی، بزرگ شخصیت اور میرے شیخ، شیخ المشائخ وخواجہ خواجگان، قطب الارشاد حضرت اقدس مولانا حافظ وقاری محمد عبداللہ بہلوی قدس سرہ نے اصطلاحات قرآن پر مشتمل ایک اردو رسالہ ”فوائد قرآن“ مندرجہ ”معارف بہلوی“ جلد دوم، لکھ کر امت پر بہت بڑا احسان فرمایا ہے۔ یہ رسالہ اپنے ایجاز واختصار کے باوجود نہ صرف بڑی کتابوں سے مستغنی کردیتا ہے، بلکہ اپنے موضوع پر سند کا درجہ رکھتا ہے، حضرت بہلوی قدس سرہ نے اس رسالہ میں جہاں اور بہت سی اصطلاحات کی نشاندہی فرمائی ہے، وہاں آپ نے دو اصطلاحات ”تذکیر بایام اللہ“ ... انعامات الٰہی کی یاددہانی... اور تذکیر بآلا اللہ... سابقہ حالات، واقعات، عقوبات، مصائب، آلام کا تذکرہ اور ان سے نجات کی یاددہانی... کا بھی تذکرہ فرمایا ہے، جن کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے اوپر جو جو انعام فرمائے ہیں ان کو یاد کرکے شکر ادا کرو، اور جن جن تکالیف ومشکلات سے تمہیں یا تمہارے اسلاف کو نجات عطا فرمائی ہے، ان کا تقاضا ہے کہ بارگاہ الٰہی میں سجدہ ریز ہوجاؤ۔

چنانچہ تذکیر بایام اللہ کے عنوان پر فرعون کی تعذیب اور اس سے بنی اسرائیل کی نجات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا گیا ہے:

”اور یاد کرو اس وقت کو جب کہ رہائی دی ہم نے تم کو فرعون کے لوگوں سے جو کرتے تھے تم پر بڑا عذاب، ذبح کرتے تھے تمہارے بیٹوں کو اور زندہ چھوڑ دیتے تھے تمہاری عورتوں کو اور اس میں آزمائش تھی تمہارے رب کی طرف سے بڑی، اور جب پھاڑ دیا ہم نے تمہاری وجہ سے دریا کو، پھر بچادیا ہم نے تم کو اور ڈبو دیا فرعون کے لوگوں کو اور تم دیکھ رہے تھے۔“ (البقرہ:۴۹،۵۰)

اسی طرح تذکیر بآلا اللہ میں سے بھی ایک انعام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا گیا ہے:

”اے ایمان والو! یاد رکھو احسان اللہ کا اپنے اوپر جب قصد کیا لوگوں نے کہ تم پر ہاتھ چلاویں، پھر روک دیئے تم سے ان کے ہاتھ اور ڈرتے رہو اللہ سے اور اللہ ہی پر چاہئے بھروسا ایمان والوں کو۔“ (المائدہ:۱۱)

الغرض اللہ تعالیٰ نے پہلی امتوں کو اور امت مسلمہ کو جن جن مشکلات سے نجات عطا فرمائی ان کو تذکیر بایام اللہ کا عنوان دے کر اس کو یاد کرنے اور اس پر شکر بجالانے کی اور پہلی امتوں یا امت مسلمہ کو جن جن انعامات سے نوازا گیا ان کو یاد کرکے اس پر سجدہ شکر بجالانے کی تلقین فرمائی گئی ہے۔ اس تفصیل کے عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ جس طرح امم سابقہ اور امت مسلمہ کو مشکلات ومصائب سے نجات اور انعامات الٰہیہ حاصل ہونے پر شکر کی طرف متوجہ کیا گیا ہے، ٹھیک اسی طرح ہم بھی ایک عذاب میں مبتلا تھے اور محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمیں نجات ملی ہے تو ہمیں بھی اللہ کے انعامات پر سجدہ شکر بجالانا چاہئے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ گزشتہ صدی میں جب متحدہ ہندوستان پر برطانوی استعمار مسلط تھا، اس وقت مسیلمہ کذاب کے جانشین اور اس کے روحانی فرزند، مسیلمہ پنجاب، ملعون ابن ملعون مرزا غلام احمد قادیانی نے ناموس رسالت پر حملہ کرتے ہوئے دعویٰ نبوت کیا، تو اس وقت مسلمانوں کی کیا حالت تھی؟ اور وہ کس قدر اذیت وتکلیف اور عذاب میں مبتلا تھے؟ اس کا اندازہ وہی لگا سکتا ہے، جو ان حالات سے گزرا ہو یا اس میں دینی حمیت اور ملی غیرت کی کچھ رمق ہو، بہرحال مسلمان اس ملعون کو ایک لمحہ کے لئے گوارا کرنے اور برداشت کرنے بلکہ اس کا نام سننے کو تیار نہ تھے، مگر بایں ہمہ وہ انگریزی جبر وتسلط کے ہاتھوں مجبور، لاچار اور بے بس تھے اور اس ملعون کی دل آزار تحریریں اور غلیظ دعاوی پڑھ اور سن کر پیچ وتاب کھاتے تھے، مگر اس کی زبان وقلم کو روکنے پر قدرت نہیں رکھتے تھے، اس لئے کہ اس ملعون کو انگریز کی حمایت وسرپرستی حاصل تھی، انگریزی قانون اور انگریزی عدالتیں اس کا ساتھ دیتی تھیں، حتیٰ کہ کوئی باغیرت مسلمان اس کی حقیقت واضح کرنے کے لئے منہ سے کوئی لفظ نکالتا تو اسے حوالہ زنداں کیا جاتا۔ اس پر مقدمات بنائے جاتے، اس کو کڑی سے کڑی سزائیں دی جاتیں، اگر علماء مسلم عوام کو اس کے خبث ورذالت سے آگاہ کرنے کے لئے یا اپنے ہی مسلمانوں کا دین وایمان محفوظ کرنے کے لئے جلسے یا جلوس منعقد کرتے تو ان کو جبر وتشدد کرکے اس سے روک دیا جاتا، اگر کچھ سرپھرے ہمت کرکے میدان میں آجاتے تو ان کو گولیوں سے بھون دیا جاتا، چنانچہ ۱۹۵۳ء، ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء کی تحریکیں اور ان میں ناموس رسالت کے تحفظ کی خاطر خاک وخون میں تڑپائے جانے والوں کی تفصیلات کسی سے پوشیدہ اور اوجھل نہیں ہیں۔

اسی طرح مجلس احرار اسلام اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بے تیغ مجاہدین کی لازوال قربانیاں بھی کسی سے مخفی نہیں، بہرحال اللہ کا وہ انعام یاد کرنے کے قابل ہے کہ انگریز ہندوستان سے بستر بوریا لپیٹ کر چلا گیا، اور اس کا خود کاشتہ نبی اور اس کی ناپاک ذریت ہندو پاک میں اکیلی اور بے یار ومددگار رہ گئی، تا آنکہ ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو قانونی طور پر انہیں ملت اسلامیہ کے جسد سے کاٹ کر الگ کردیا گیا۔ آج ان کی یہ حالت ہے کہ انہیں پوری دنیا میں گالی کا درجہ حاصل ہے اور ان کا مرکز ہندوپاک سے منتقل ہوچکا، اور ان کا سربراہ پاکستان نہیں آسکتا، اور وہ پاکستان میں کھل کر اپنی ارتدادی تبلیغ نہیں کرسکتے، اپنے آپ کو مسلمان باور نہیں کراسکتے اور قانوناً اسلامی شعائر واصطلاحات استعمال نہیں کرسکتے، یہ سب کچھ اللہ کا وہ احسان ہے، جس پر جتنا بھی شکر کیا جائے کم ہے۔ چونکہ یہ سب کچھ ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو ہوا اور ان اکابر ومجاہدین کی برکت سے ہوا، جنہوں نے اپنی جان، مال، عزت، آبرو اور آل واولاد کی قربانیاں دے کر یہ سب کچھ حاصل کیا، اس لئے قرآنی اصول اور ضابطہ الٰہی کے مطابق ہمارا یہ فرض بنتا ہے کہ ان اکابر واصاغر کی قربانیوں اور مجاہدین کی جدوجہد اور شہداء کی جان سپاری کو یاد کریں، ان کی خدمات کو خراج تحسین پیش کریں، ان کے لئے ایصال ثواب کریں اور سب سے زیادہ بارگاہ الٰہی میں سجدہ شکر بجالائیں کہ یہ سب کچھ ان کی عطا اور عنایت سے آسان ہوا، نیز اپنی اولادوں اور نسلوں کو فتنہ قادیانیت کی شرانگیزی اور ان کی ہلاکت سامانی سے آگاہ کریں، اور ہمارے اکابر نے عقیدہ ختم نبوت کی جو امانت ہم تک پہنچائی تھی، اس کو اگلی نسلوں تک پہنچائیں، بلاشبہ یہ دن تحفظ ناموس رسالت کی تاریخ کا اہم ترین دن ہے، اس سے ایک عہد کی تاریخ وابستہ ہے، اس کو اس انداز سے یاد رکھنا ہمارا دینی، ملی اور اسلامی فریضہ ہے۔ ختم نبوت زندہ باد، مجاہدین ختم نبوت اور شہدائے ختم نبوت زندہ باد۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔

معمولاتِ عید

مولانا عبدالماجد دریا آبادیؒ

تکبیر کی آواز:

"اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا
اللّٰہ واللّٰہ اکبر اللہ اکبر وللّٰہ
الحمد۔"

آپ نے سنا یہ ہر محلہ سے اور ہر گوشہ سے، ہر سڑک سے اور ہر چوراہے سے تکبیر کی آوازیں کیسی چلی آرہی ہیں؟ گویا خدائے واحد کا کلمہ پڑھنے لگے۔ ریت کے ذرے اور خاک کے بگولے اپنے رب کا نام جپنے لگے، مکانوں کے در و دیوار اور درختوں کے برگ و بار! آپ نے دیکھا! یہ بستی کے ہر ہر سمت سے کیسے امڈے چلے آرہے ہیں؟ رئیسان نامدار بھی، ان کے ادنیٰ خدمت گار بھی، عالم فاضل دین دار بھی اور جاہل مطلق گنوار بھی، جھکے جھکے آہستہ آہستہ قدم اٹھانے والے بوڑھے بھی اور دوڑتے اچھلتے کودتے چلنے والے بچے بھی، زردار بھی، نادار بھی، پیدل بھی، سوار بھی، کوئی سائیکل پر، کوئی موٹر پر، کوئی یکہ پر کوئی تانگے پر، ان میں وہ بھی ہیں جنہوں نے رمضان کے دن بھوکے اور پیاسے رہ رہ کر رمضان کی راتیں، رکوع وسجود، تسبیح وتلاوت میں رو رو کر گزاری ہیں اور وہ بھی جو سال میں ایک بار بھی سجدے میں نہیں گرے ایک بار بھی کعبہ کی طرف نہیں جھکے، آج سب کے سب رواں ہیں عیدگاہ کی طرف ہنستے ہوئے چہروں کے ساتھ، اچھے اچھے کپڑوں کے ساتھ!..

یہ تفسیر ہورہی ہے اس حدیث نبوی کی جس میں آیا ہے کہ عید کی فجر سے اللہ کا فرشتہ پکارتا رہتا ہے لوگوں کو عیدگاہ کی طرف، یہ عیدگاہ کا جماؤ اور جمگھٹا، یہ راستہ بھر نمازیوں کی ریل پیل، سال سال بھر کے بے نمازیوں کا یک بہ یک نمازی بن جانا، یہ بڑے بڑے پرانے بے غسلوں کا کڑکڑاتے جاڑوں میں صبح سویرے غسل پر آمادہ ہوجانا، نازک خراموں کا گرمیوں کی چلچلاتی دھوپ میں اتنی دور آنا اور جانا اگر غیبی پکارنے والے کی پکار کا اثر نہیں تو اور کیا ہے؟ تفسیر زبان سے نہیں، عمل سے ہے، قال سے نہیں، حال سے:

گرچہ تفسیر بیان را روشن گرست
لیکن عشق بے زباں روشن ترست

عید کا انتظار:

عید آتی اپنے وقت پر ہے لیکن آمد آمد کیا کہنا چاہئے کہ ایک مہینہ قبل سے ہی شروع ہوجاتی ہے اور روزہ داروں کو جو بے شمار فرحتیں اسی دنیا میں نصیب رہتی ہیں، ان میں سے خاص فرحت یہ عید کا انتظار بھی ہے ادھر رمضان آئے ادھر عید کی تیاریاں شروع ہوگئیں کہیں چھپ کر کہیں کھل کر عیدگاہ کی صفائی کا سفیدی کا اہتمام ہونے لگا، راستہ ٹھیک کیا جانے لگا، دکانوں پر عید کے لئے نیا مال آنے لگا، میدہ کی باریک باریک سوئیاں دیکھئے تو نازک، اٹھایئے تو سبک بننے اور بکنے لگیں۔ رمضان ختم کے قریب آئے اور ادھر چاند کا انتظار واشتیاق دلوں سے زبانوں پر جگہ پانے لگا جہاں دیکھئے یہی چرچا، جنتریاں دیکھی جارہی ہیں، اندازوں کے پتھر چل رہے ہیں کہ چاند ۲۹ کا ہوگا یا ۳۰ کا، اسکولوں، کالجوں کے طالب علم، کچہریوں ودفتریوں کے اہلکار عہدہ دار چھٹی کا حساب لگارہے ہیں روزہ خور غریب کو ان لذتوں کی کیا قدر:

"لیجئے ماہ مبارک کی آ گئی نہ پوچھئے آج"

چاند دیکھنے کے کیسے کیسے انتظام ہورہے ہیں، بچوں، بوڑھوں، بہتوں کے دلوں میں یہی ارمان کہ چاند آج ہی ہوجائے، کچھ اللہ والوں اور اللہ والیوں کی زبانوں پر یہ دعا بھی ہے کہ چاند آج کی جگہ کل ہو اور روزے تیسوں پورے ہوجائیں۔ شام کے انتظار میں گھڑیاں صبح ہی سے گنی جارہی ہیں، اسلامی شہروں اور ریاستوں میں تو دور دور سے چاند کی خبر منگانے کے باضابطہ سرکاری انتظامات رہتے ہیں۔

عید کا چاند:

جونہی شام ہوئی، روزے شمار نظریں آسمان پر جم گئیں، گویا آسمان پر کوئی قصیدہ کہا ہو، اس کے مطلع کی تلاش ہے اور جو کہیں عین وقت پر ابر آگیا تو نہ پوچھئے دلوں پر کیسی جھنجھلاہٹ چھا کررہی۔

خدا خدا کرکے چاند نظر آیا، گولے پٹاخے چھوٹنے لگے، لیکن اس سے پہلے جس نے چاند دیکھا اس نے دعا پڑھی، اللہ اکبر! چاند بہت بڑا بہت روشن بہت چمکدار سہی، لیکن بڑائی اس میں کیا رکھی ہے، بڑا تو وہ ہے جس نے اس کو پیدا کیا:

"اے ہمارے اچھے پروردگار!
چاند دکھا ہم کو ساتھ خیر و برکت اور ساتھ
سلامتی اور ایمان کے۔"
اور ساتھ خیریت اور عافیت اور
اسلام کے، اور ساتھ توفیق اس چیز کے جو
تیری پسند ومرضی کے مطابق ہو۔

گواہ رہ اے چاند! کہ اللہ ہی پروردگار ہے ہمارا بھی اور تیرا بھی۔'' یہ اسلام کی مملکت ہے، یہاں تو بات بات پر دعا اور سلام ہے اور قدم قدم پر اپنے مالک و مولا سے التجا۔

عید کی شب:

وقت کے قدر شناس آج تک شب بھی خالی نہیں جانے دیتے۔ رمضان کی ایک ایک رات دولتوں سے مالا مال تھی۔ حدیث میں آتا ہے کہ وہی نعمتیں سب عید تک پھیلا دی جاتی ہیں۔ اللہ! اللہ! جب بندہ نوازیوں لٹانے پر آئے تو مانگنے والا، مانگنے میں کیوں کوئی کسر اٹھا رکھے۔ آج کی رات رات ہے دعاؤں کی مناجاتوں کی، روحانیت کی، ربانیت کی، ادھر سے عبودیت کی، ادھر سے ربوبیت کی، فضائے کائنات میں ہر ہر سیڑھی پر ہر ہر (Wave Length) پر بارش ہوئی، رات رات بھر لطف و نوازش کی عطاو بخشش کی۔

صبح ہوئی اور صبح ابھی ہوئے کہاں پائی کہ بچے کھڑک اٹھ بیٹھے، رات بھر مارے خوشی کے نیند ہی کس کو پڑی؟ ہر گھر میں نہلانے کا کاروبار پھیل گیا، کسی کے ہاں حمام گرم ہے اور کوئی گھر کی انگنائی سے غسل خانے کا کام لے رہا ہے، کوئی نہا رہا ہے مکان کی چھت پر اور کوئی کنوئیں کی جگت پر۔

جسم کی جلا روح کی ضیاء:

آج مسلمانوں کے ہاں خوشی کا دن ہے اور اس کو وہ اپنی بولی میں عید کا دن کہتا ہے۔ عید ان کے ہاں سال میں دوبار آتی ہے آج کی عید کا نام عید الفطر ہے۔ افطار اور افطاری کے محبوب نام اسی فطر سے نکلتے ہیں مسلمان کا دن ہر روز فجر کے وضو سے شروع ہوتا تھا، آج غسل سے شروع ہوگا، وضو اور غسل دونوں کے لئے مستقل دعائیں کہ جسم کی صفائی کے ساتھ روح بھی دھلتی اور نکھرتی چلی جائے۔ سبحان اللہ وبحمدہ۔ کیسا جامع پروگرام ہے اور کیسا مکمل انتظام! جسم کا سنگار بھی اور روح کا نکھار بھی ادھر تفریح ادھر تسبیح، ادھر جسم کی جلا، ادھر روح کی ضیا!

آج کوئی بھوکا نہ رہے:

آج کے دن قبل نماز عید ہر صاحب حیثیت مسلمان پر صدقہ ایک خفیف مقدار میں واجب ہے۔ اس کا نام صدقہ فطر ہے، اہمیت اس حدیث نبوی سے ظاہر ہے کہ جب تک یہ صدقہ ادا نہ ہو لے رمضان کے روزوں تک کا اجر معلق رہے گا۔ آج مسلمان کے قومی وملی جشن کا دن ہے۔ کم از کم آج تو مفلس سا مفلس بھی اسلام کی عملداری میں بھوکا نہ رہنے پائے صدقہ تو نام ہے اس مالی اعانت کا، جو اسلام کے ملی نظام معاشیات میں ہر زردار و نادار کی، ہر پیشہ والا بے روزگاری کرتا رہتا ہے اور جس کے بعد بے روزگاری، بے معاشی کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہونے پاتا۔

غرض نہا دھو کپڑے بدل بدلا، عطر خوشبو لگا، صدقہ دے دلا، شیر خورما اور سوئیاں پی پلا، مسلمان نماز کے لئے چلا، نماز عید گاہ میں ہوگی۔ عید گاہ بستی سے باہر میدان میں ہوتی ہے، نہ پٹی ہوئی چھت، نہ دالان و شہ نشین لوگ محلہ کی مسجد میں تو روز ہی پانچ پانچ مرتبہ جمع ہوتے، ملتے جلتے رہتے ہیں اور ہفتہ میں ایک بار بستی کے مسلمان جمعہ کی دوپہر کو، سال میں دو بار دونوں عیدوں کے موقع پر شہر اور آس پاس کے مسلمان ایک جگہ اکٹھے ہوتے ہیں اور یہ مجمع گویا ہر مرکز کے ایمانی بھائیوں کی ایک کانفرنس ہوتا ہے۔ شریعت کی تاکید ہے کہ وحدت امت کے پروگرام کی یہ اہم کڑی کمزور نہ ہونے پائے۔

نماز کے لئے روانگی:

سورج ابھی پوری طرح بلند بھی نہ ہونے پایا کہ مسلمان اس نئی نماز کے لئے نکل کھڑا ہوا، گاتا بجاتا ہوا نہیں رنگ کھیلتا ہوا نہیں، نشہ سے جھومتا جھومتا نہیں، آج اس پر (Moodholipay) طاری ہے خوشی کی مستی سوار ہے، صدائیں لگاتا، نعرے بلند کرتا چل رہا ہے، آپ سنیں گے یہ نعرے کیا ہیں؟ ''اللہ اکبر اللہ اکبر'' بڑائی ہم میں کہاں، ہماری کسی چیز میں کہاں؟ ہم آپ کے حضور میں ہیچ محض صفر مطلق، بڑائی تو صرف آپ میں ہے: ''لا الٰہ الا اللہ'' معبود آپ کے سوا اور ہے کون؟ زندگی کا مقصود اصلی اور ہے کون؟ شان وجوب کے ساتھ اور موجود ہے کون؟'' واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد'' بڑائی میرے مولا و آقا صرف آپ میں، بڑائی صرف آپ میں، حسن و جمال صرف آپ کی ذات میں، عزت و کمال صرف آپ کی صفات میں، ہماری ہر جنبش لب آپ ہی کی مدح و ستائش کا ایک عنوان، ہمارا ہر تار نفس آپ ہی کی قدر و عظمت کا ایک بیان۔

خوشی منانے کا انداز:

نمازیں روز پانچ وقت ہوتی تھیں، آج چھ وقت کی ہوں گی، یہ ہے مسلمان کے خوشی منانے کا انداز۔ سب سے انوکھا، سب سے نرالا، مہینہ بھر کی قید اور پابندیوں کے بعد کہیں آج تو جا کر چھٹی ملی اور اس کا انعام یہ کہ گھٹنے کے بجائے آج ایک اور بڑھ گئی۔

مسلمان آج جیب میں پیسے ڈال کر اس لئے باہر نہیں نکلے گا کہ جوئے میں لگائے، شراب میں اڑائے، راگ رنگ میں گنوائے، بلکہ اٹھائے گا عبادت کے لئے، جسم کی صفائی و پاکیزگی کے ساتھ روح کی پاکیزگی و صفائی کے لئے بستی کے بستی بھر کے کلمہ گویوں کے ساتھ رکوع و سجود کی دولت حاصل کرنے کے لئے، یہ ہے اس کی خوشی، اس لئے کہ

اس میں ہے اس کے مولی کی خوشی۔

عیدگاہ پہنچے، یہاں کے جماؤ کا کیا کہنا، کوئی معمولی قصبہ ہے تو مجمع سینکڑوں کا، شہر ہے تو ہزاروں کا بڑا ہے تو ہزار ہا ہزار کا اور کلکتہ و بمبئی ہے تو نوبت لاکھ دو لاکھ کی، امیر بھی فقیر بھی، بڑے بھی چھوٹے بھی، دیہاتی بھی، جوان بھی، چہروں سے ایمان کی مسرت ٹپکتی ہوئی بشروں سے ادائے فرض کی بشاشت جھلکتی ہوئی، کوئی وضو کر رہا ہے، کوئی راہ کے گرد وغبار سے ہاتھ منہ دھو رہا ہے، کچھ لوگ آپس میں ہنس بول رہے ہیں، کچھ مصلوں پر قابض ہو کر ذکر و درود کی تسبیح میں لگ گئے ہیں۔

لیجئے نماز کا وقت آ گیا اور امام صاحب اپنے مصلی پر آ گئے اور صفیں کھڑی ہونے لگیں، آج نہ اذان، نہ اقامت، مقصد ان دونوں کا اطلاع ہوتا ہے، مسجد کے باہر والوں اور اندر والوں کو، آج یہ مقصد خود بخود حاصل، اس لئے اطلاع بے محل، نماز جماعت کا ایک اہم پہلو عسکری بھی ہے اور صف بندی کی اہمیت آج جس لشکری سے چاہئے پوچھ لیجئے، کوئی صاحب کھڑے لگے پکار پکار کر ترکیب نماز کی تلقین کرنے۔

نماز عید:

کوئی پیچیدہ یا دشوار نہیں، کل دو رکعتیں، نیت وہی جو سب نمازوں کی ہوتی ہے، فرق صرف اتنا اور اتنے کے لئے ہر دفعہ تلقین کرنے کی ضرورت پڑتی ہے کہ خدائے پاک کی بڑائی آج اور زیادہ تاکید و تکرار کے ساتھ دہرائی جاتی ہے، چنانچہ معمولی تکبیروں کے علاوہ آج چند تکبیریں، زائد کہی جائیں گی، ان کی تعداد حنفیوں کے ہاں چھ ہے، تین رکعت اول میں نیت نماز کے بعد اور قرأت فاتحہ سے قبل کہی جاتی ہیں اور باقی تین دوسری رکعت میں رکوع سے قبل اور قرأت فاتحہ کے بعد۔

عیدگاہ:

عیدگاہ نہ کوئی سر بفلک عمارت نہ یہاں کوئی جگمگاتا ہوا ہال، نہ کوئی عظیم الشان دالان، سرے سے چھت تک نہیں، پوری چار دیواری بھی نہیں صرف ایک لمبی دیوار مغرب کی سمت کھچی ہوئی، آگے چبوترا پس یہ کل اصلی کائنات! سادگی کی انتہا، دین فطرت کی سادگی کا نمونہ اور اس پر اس کی وہ دلکشی اور دلآویزی کشش و محبوبی، کسی دوسرے مجمع کو مقابلہ میں لایا اور کسی دوسرے منظر کو مثال میں بتلایا جائے؟ حد یہ ہے کہ شاعر کی دنیا میں عیدگاہ دوسرا نام ہے کوئے یار کا اور دیار محبوب کا!

"عیدگاہ ما غریباں کوئے تو"

اپنوں نے جو کچھ دیکھا اسے چھوڑیے، غیروں نے جو کچھ ان نماز کے نظاروں میں پایا، اس کی جھلک سر تامس آرنلڈ بشپ لی فرائے وغیرہ کے الفاظ میں دیکھئے! اس متن کی شرح و تفصیل کی تاب، شام عید کی یہ چلتی ہوئی ملاقات کہاں سے لا سکتی ہے؟

خطبہ:

نماز ختم ہوئی اور دو رکعتوں کے بعد امام نے سلام پھیرا اور منبر پر جا خطبہ شروع کر دیا۔ خطبہ وہی دو ہوتے ہیں، جمعہ کی طرح، دونوں خطبوں میں ہوتا کیا ہے؟ نہ پھڑکتی ہوئی غزلیں، نہ رنگین افسانے، نہ ادب لطیف کے نمونے، نہ پُر جوش ترانے، وہی رب کی نعمتوں کا شکر اور اس کی توحید کا اقرار ترغیب توبہ اور تلقین استغفار، اس سے وعدہ اس کے لئے وعید، ایک کو دلاسا دوسرے کو تہدید، کہیں جنت کے پھولوں کی مہک، کہیں جہنم کے شعلوں کی لپک نیکوں کو بشارتیں اور خوشخبریاں اور بدوں کو ڈراوے اور دھمکیاں، کچھ فقہ و شریعت کے مسائل، کچھ رمضان اور عید کے فضائل غرض وہ سب کچھ جس کے ذکر و فکر سے شاندار اور نامور روزناموں کے صفحات خالی رہتے ہیں اور آرٹ اور سائنس کی باتصویر میگزینوں کے اوراق کورے، دوسرا خطبہ ختم ہوا تو امام نے ہاتھ اٹھائے، دعا کے لئے اور کئی کئی منٹ تک دعائیں مانگیں۔ اللہ کے فضل و کرم کی، اس دنیا میں بھی اور اس دنیا میں بھی، آج کے لئے بھی انبیاء، اولیاء اور صالحین کے لئے بھی اور عام مومنین اور مسلمین کے لئے بھی، دعا ختم ہوئی لوگ اٹھ کھڑے ہوئے، آپس میں ملنا ملانا شروع ہو گیا۔

نماز پڑھی، خطبہ سنا، دعا مانگی، یہ سب ملا کر دیر اچھی خاصی لگتی ہے اس ساری مدت بھر خاصی کڑی دھوپ میں سارے نمازی بیٹھے رہتے ہیں، کہیں کہیں شامیانے کے نیچے اور اکثر مقامات پر نہ تو شامیانہ نصب نہ کسی درخت کا سایہ، اور پھر بیٹھے کس پر ہیں، کوچ ہیں نہ صوفے، مخملی قالین ہیں نہ ریشمی گدے کہیں دری، کہیں چٹائی اور کہیں کھرا فرش زمین، نہ اکتا اکتا کر گھڑی گھڑی دیکھیں گے، نہ گھبرا کر شور مچائیں گے، پسینے میں شرابور ہیں، لیکن اٹھنے اور چلنے کا نام نہ لیں گے، جب تک امام خود دعا کے بعد منہ پر ہاتھ نہ پھیر لیں۔ امام کے اٹھنے پر مجمع منتشر ہوا اور آپس میں ملتے ملاتے ہوئے لوگوں نے اپنے اپنے گھر کا راستہ لیا، واپسی بہتر ہے کہ دوسرے راستے سے ہو کہ دیکھنے والوں پر شوکت اسلام کا اثر زیادہ پڑے۔

گھر پہنچے اور عزیزوں دوستوں کے جلسے جمنے لگے، آپس میں ملنا ملانا، کھلانا پلانا، ایک دوسرے کے ہاں آنا جانا، شام اسی میں ہو گئی اور اب ان ہمیشہ کے معمولات پر اضافہ کیا، بیسویں صدی کی ایجاد ریڈیو، ان کے ذہین کارکنوں نے ایک گمنام و گوشہ نشین کی خدمتوں میں۔ عید کی شام کو، عید کا سلام۔ ☆☆

شوال کے چھ روزوں کی فضیلت

مفتی عبداللہ حسن زئی

شوال کے چھ روزوں کی احادیث مبارکہ میں بڑے فضائل منقول ہیں:

☆......حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"من صام رمضان ثم اتبعه ستاً من شوال کان کصیام الدهر"

(رواہ مسلم و ابوداؤد و الترمذی والنسائی وابن ماجہ،الترغیب ص:۱۱۰ ج۲)

ترجمہ: "یعنی جس شخص نے رمضان المبارک کے روزے رکھے اور پھر شوال کے چھ روزے رکھے تو یہ ہمیشہ (یعنی پورے سال) کے روزے شمار ہوں گے۔"

"وعن ثوبان رضی اللّٰہ عنه مولیٰ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم، عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم قال: من صام ستة ایام بعد الفطر کان تمام السنة، من جاء بالحسنة فله عشر امثالها۔"

(رواہ ابن ماجہ،الترغیب ص:۱۱۰)

ترجمہ: "حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جو شخص عید الفطر کے بعد (یعنی عید کے دوسرے روز سے تا آخر ماہ) چھ دن کے روزے رکھے تو گویا یہ سال بھر کے روزوں کے برابر ثواب رکھتا ہے اور اللہ کے دربار میں ایک نیکی کا بدلہ دس کے برابر ہے۔"

جب قانون خداوندی یہ ٹھہرا کہ ایک نیکی کا اجر دس گنا ملتا ہے، اس لحاظ سے ماہ رمضان کا ثواب دس مہینوں کے برابر اور مزید چھ روزوں کا ثواب ساٹھ دن (یعنی دو ماہ) کے برابر ہے، چنانچہ مجموعی طور سے ان چھتیس روزوں کا ثواب سال بھر کے برابر ہو جاتا ہے۔

الترغیب والترہیب میں بحوالہ سنن نسائی وابن ماجہ منقول ہے:

"جعل اللّٰہ الحسنة بعشر امثالها، فشهر بعشرة اشهر، وصیام ستة ایام بعد الفطر تمام السنة...صیام شهر رمضان بعشرة اشهر، وصیام ستة ایام بشهرین فذلک صیام السنته"

کہ جب اللہ رب العزت کے ہاں ایک نیکی دس کے برابر ہے، تو ایک ماہ (یعنی ماہ رمضان) دس مہینوں کے برابر اور چھ دن ساٹھ دن کے برابر ہوئے، لہٰذا ان روزوں کا ثواب اس لحاظ سے سال بھر کے برابر ہوا۔ سبحان اللہ! حق تعالیٰ شانہ کا اپنے بندوں پر کس قدر احسان ہے کہ اتنی معمولی اور تھوڑی سی محنت پر اتنے بڑے اجر وثواب عنایت فرمادیتے ہیں، بلکہ ایک حدیث میں تو یہاں تک فرمایا گیا کہ جو شخص رمضان کے بعد شوال کے چھ روزے بھی رکھے تو وہ شخص گناہوں سے ایسا پاک صاف ہو جاتا ہے جیسا کہ پیدائش کے دن وہ گناہوں سے پاک صاف تھا، لہٰذا ان احادیث کے پیش نظر تمام فقہاء کرام نے ان روزوں کا رکھنا مستحب قرار دے دیا ہے، تفصیل کے لئے دیکھئے تنویر الابصار، درمختار، فتاویٰ شامی، بدائع وغیرہ میں دیکھی جا سکتی ہے۔

اس سلسلہ میں ایک اہم بات یہ ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ ان روزوں کا وقت عید کے دوسرے دن سے شروع ہو جاتا ہے اور تا آخر مہینہ رہتا ہے، حسب آسانی کوئی پے در پے یعنی تسلسل کے ساتھ رکھنا چاہے، یا متفرق طور پر ہر دونوں صورتوں کی اجازت ہے، حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی نور اللہ مرقدہ نے لکھا ہے کہ:

"جب ان روزوں کا استحباب ثابت ہوگیا تو پھر چاہے مسلسل رکھے جائیں یا متفرق طور پر شروع مہینے میں ہو یا آخر میں سب کے لئے یکساں یہ فضیلت حاصل ہوگی، کیونکہ حدیث میں کوئی ایسی قید مذکور نہیں۔" (اوجز المسالک)

ان روزوں کی فضیلت جس طرح مرد حضرات کے لئے ثابت ہے، اسی طرح خواتین کے لئے ان روزوں کا رکھنا باعث اجر وثواب ہے، ہمیں چاہئے کہ زندگی کے ان مختصر لمحات کو غنیمت سمجھ کر ان سے فائدہ اٹھائیں۔ ☆☆

۷ ستمبر

تاریخ ساز دن، آئینی تقاضے، تاریخی جائزہ

مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ

۷ ستمبر عقیدۂ ختم نبوت کی سربلندی و کامرانی کا دن' مسلمانوں کی فتح و کامیابی کا دن' نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کے تحفظ کا دن "لا نبی بعدی" کے مظہر کا دن...... خلیفہ اول سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سنت کے تازہ ہونے کا دن...... خلیفہ ثانی سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ' خلیفہ ثالث سیدنا حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ' خلیفہ رابع حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ' حضرات عشرہ مبشرہ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اجماع کے مصداق کا دن' امام اعظم امام ابوحنیفہ اور ائمہ اربعہ کے فیصلے کی صداقت کا دن' حضرت مجدد الف ثانیؒ امام الہند شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ حضرت شاہ عبدالعزیزؒ حضرت سید احمد شہیدؒ حضرت شاہ اسمٰعیل شہیدؒ سید الطائفہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ فقیہ ملت ابوحنیفہ وقت حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کی دعاؤں کے ثمرات کا دن' محدث العصر حضرت العلامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ کی چھ ماہ کی بے چینی کے بعد الہامی پیش گوئی کے پورے ہونے کا دن' امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور ان کے رفقائے قافلہ حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ حضرت پیر مہر علی شاہؒ حضرت مولانا داؤد غزنویؒ حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ حضرت مولانا محمد حیاتؒ حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ حضرت مولانا لال حسین اخترؒ اور تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کے ہزاروں شہداء کے خون کے نذرانہ کی قبولیت کا دن' ۲۹ مئی ۱۹۷۴ء کو ربوہ ریلوے اسٹیشن پر نشتر میڈیکل کالج کے سوطلبا کا ختم نبوت زندہ باد کے نعرہ کی پاداش میں قادیانیوں کی بربریت کا شکار ہونے اور قربانی کا اللہ تعالیٰ کے دربار میں شرف قبولیت کا دن' محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری نور اللہ مرقدہ' مفکر اسلام قائد جمعیت علماء اسلام مولانا مفتی محمودؒ مجاہد ملت مولانا غلام غوث ہزارویؒ پیکر تقویٰ شیخ الحدیث مولانا عبدالحق اکوڑہ خٹکؒ خطیب اسلام مولانا عبدالحکیمؒ پیکر صدق و وفا مولانا محمد شریف جالندھریؒ پیکر صبر و رضا مولانا عبیداللہ انورؒ فقیہ ملت مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیعؒ مجاہد اسلام مولانا تاج محمودؒ قائد جمعیت العلماء پاکستان' مولانا شاہ احمد نورانی' شیخ الحدیث علامہ مصطفیٰ ازہری' مولانا محمد شفیع اکاڑوی' مولانا معین الدین لکھوی' میاں فضل حق' مولانا احسان الٰہی ظہیرؒ خطیب بے بدل شورش کاشمیریؒ قائد احرار اسلام حضرت مولانا ابومعاویہ سید عطاء المنعم بخاریؒ قائد اہلسنت مولانا مفتی احمد الرحمٰن' شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ حضرت مولانا سید نفیس شاہ الحسینیؒ' میاں طفیل محمد اور کروڑوں فرزندان توحید جاں نثاران ختم نبوت' مجاہدین عظمت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تحریک کی کامیابی اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے امتحان میں کامیابی و سرخروئی کا دن پاکستان کے اراکین قومی اسمبلی اور جناب یحییٰ بختیار اٹارنی جنرل' پاکستان وزیر قانون جناب عبدالحفیظ پیرزادہ' قائد ایوان جناب ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کے امتحان میں کامیابی کا دن' جاں نثاران ختم نبوت کے قائد عاشق رسول مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کے سر پر سہرا کامرانی سجنے کا دن...... ایک ارب بیس کروڑ مسلمانان عالم کے عقیدۂ ختم نبوت پر غیر متزلزل ایمان و یقین کے اظہار کا دن' قادیانیوں اور مرزا غلام احمد قادیانی جھوٹے نبی کذاب و دجال کی ذلت و رسوائی کا دن...... قادیانیوں کے غیر مسلم اقلیت قرار پانے کا دن' جسد ملت اسلامیہ سے اخراج کا دن' ناکامی و شکست کا دن' جھوٹ کے پول کھل جانے کا دن' قادیانیوں کے مسترد اور مردود ہونے کا دن۔

۷ ستمبر کا دن تاریخ اسلام میں ہمیشہ یادگار عظمت رہے گا اس دن تک پہنچنے کے لئے مسلمانوں نے کیا قربانی دی اس کی تفصیلات تو ۹۰ سال پر محیط ہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم مولانا اللہ وسایا نے تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء اور تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء (تین جلدوں) میں تفصیل سے درج کردی ہیں اور شورش کاشمیریؒ علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ طاہر رزاق اور دیگر اہل قلم نے اسے قلمبند کیا ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کو مناظر اسلام کی حیثیت سے شہرت حاصل ہوئی تو انگریز حکومت کے اشارہ پر مسلمانوں میں انتشار اور تفرقہ پیدا کرنے کے لئے سیڑھی چڑھنا شروع کیا پہلے مجدد' پھر مہدی' پھر مسیح موعود' پھر ظلی اور بروزی نبی اور پھر ۱۹۰۱ء میں مستقل نبی کی حیثیت سے خود کو پیش کرنے لگا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی ابتدائی تحریروں کو دیکھ کر ہی علماء حق' علماء لدھیانہ نے مرزا غلام احمد قادیانی سے تحریری مناظرہ کیا

اورعقائد باطلہ کی روشنی میں اس کے کفر کا فتویٰ صادر فرمایا۔ بعدازاں اس فتویٰ کی تصدیق فقیہ ملت حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ اور علمائے حق علماء دیوبند نے کی۔ اس تصدیق کی روشنی میں علماء و مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور مدرسہ شاہی مراد آباد اور دیگر بڑے بڑے مدارس نے کی۔ سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کی روحانی اولاد اور جانشین اس فتویٰ کے بعد میدان عمل میں اترے۔ امام العصر حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ اس فتنہ کو مستقبل کی حیثیت سے دیکھ رہے تھے اور اس سلسلے میں آپ کو امت مسلمہ کی گمراہی کا بہت زیادہ اندیشہ تھا فرماتے تھے:

”چھ ماہ مسلسل سوچ و بچار اور دعاؤں کے بعد اللہ تعالیٰ نے انشراح صدر فرمایا اور اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے علمائے حق کو منتخب فرما کر بشارت عطا فرمائی کہ انشاء اللہ العزیز مسلمان اس فتنہ کا بھرپور مقابلہ کریں گے اور قربانیوں کے بعد اللہ تعالیٰ ان کے ایمان کی حفاظت فرمائیں گے۔“

اس فتنہ کی سرکوبی اور جہاد کی تیاری کے لئے حضرت انور شاہ کشمیریؒ نے تمام علمائے کرام کا اجتماع بلایا اور نہایت دلسوزی کے ساتھ مسئلہ کی نزاکت اور فتنہ قادیانیت کے مضر اثرات اور جھوٹے مدعی نبوت کے خلاف خلیفہ اول سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ کی سنت پیش فرما کر جہاد کے آغاز کا اعلان فرمایا اور ساتھ ہی یہ بشارت بھی عطا فرمائی کہ:

”جو بھی عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور فتنہ قادیانیت کی سرکوبی کے لئے جہاد کرے گا اسے قیامت کے دن خاتم الانبیاء آقائے نامدار رحمۃ للعالمین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب ہوگی۔“

مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو جہاد ختم نبوت کے لئے امیر منتخب کیا اور امیر شریعت کا حضرت کشمیریؒ نے استاذ اور شیخ ہونے کے باوجود خود بھی امیر شریعتؒ کے ہاتھ پر بیعت کی اور تمام علمائے کرام کو حکم دیا کہ وہ امیر شریعتؒ کے ہاتھ پر بیعت کریں یوں قافلہ امیر شریعت عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور قادیانیت کی سرکوبی کے لئے رواں دواں ہوگیا۔ بقول تحفہ قادیانیت کے مؤلف شہید ختم نبوت حضرت محمد یوسف لدھیانویؒ:

”جو فرد بھی قافلہ امیر شریعت میں شامل ہوا اس کو نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ نسبت حاصل ہوگئی جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو حاصل تھی۔“

بقول قائد اہلسنت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ:

”جو شخص قائد امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے قافلے میں شامل ہوکر عقیدۂ ختم نبوت کے لئے کام کرے گا اور قادیانیت کی سرکوبی کے لئے دن رات کوشاں ہوگا اس کو خلیفہ اول سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خصوصی نسبت اور تعلق حاصل ہوگا۔“

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ پر اس وقت حضرت کشمیریؒ نے کیا نظر تصرف و توجہ فرمائی تھی اور علمائے ربانیین کے بیعت میں کیا خاص تصرف تھا کہ بیعت لیتے ہی آپ کی زندگی بدل گئی۔ اب آپ کا سونا جاگنا چلنا پھرنا بولنا اور خاموش رہنا غرض زندگی کا ایک ایک لمحہ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور تردید قادیانیت کے لئے وقف ہوگیا۔ خطابت کی سحر انگیزی تو قدرت کی طرف سے آپ کے لئے عطیہ خاص تھی، حضرت کشمیریؒ نے اس کا رخ عقیدۂ ختم نبوت کی طرف ایسا پھیرا کہ سیاسی جلسہ ہو یا غیر سیاسی کوئی اجتماع ہو امیر شریعتؒ کی آواز اب عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے وقف ہوگئی تھی۔ جب آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کے عقیدۂ ختم نبوت کے لئے بیان کرتے تو فضا میں عجیب کیفیت پیدا ہو جاتی، ہر چیز ساکن محسوس ہوتی، ایسا معلوم ہوتا کہ نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کا دور واپس آگیا، امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے حضرت کشمیریؒ اور علمائے حق کے بارے میں کہا تھا:

”صحابہ کرامؓ کے قافلے کا ایک حصہ قافلے سے بچھڑ گیا تھا، حضرت انور شاہ کشمیریؒ اور علمائے حق دیوبند کی شکل میں اس صدی میں نمودار ہو گیا۔“

لیکن معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کشمیریؒ نے امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ میں اسی قافلے کے سالار کی جھلک ملاحظہ کر لی تھی، اس لئے ان کو امیر شریعت کا خطاب دے کر نسبت صدیقی سے سرفراز فرمایا واقعی امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین والے قافلے کے ایک فرد کی ہی صفات کے حامل تھے اور امیر شریعت کا خطاب ان کے لئے ہی زیبا تھا اور انہی پر جچتا تھا۔

حضرت امیر شریعتؒ جب مجلس انور سے اٹھے تو پھر موت ہی نے ان کو سکون پہنچایا، خود فرماتے تھے:

”بخاری تیری نصف زندگی جیل میں اور نصف زندگی ریل میں گزر گئی، برصغیر کا ایک ایک گاؤں آج امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کا مرہون منت ہے کہ عقیدۂ ختم نبوت کی آواز آپ نے مسلمانوں کے کانوں تک پہنچائی ایک ارب بیس کروڑ مسلمان آج عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے امیر شریعت کے احسان مند ہیں۔“

قادیان: مرکز قادیانیت فوج کے حفاظتی اقدامات جھوٹے نبی کا گڑھ انگریز حکومت مکمل سرپرست، امیر شریعت اعلان کرتے ہیں، سچی نبوت کا پیغام مرکز قادیان میں بلند ہوگا ایک ساتھی تیار کیا، دفتر

قائم کیا۔ دفتر توڑ پھوڑ دیا آدمی کو وحشت و بربریت کا نشانہ بنایا گیا۔ امیر شریعتؒ نے فرمایا کوئی فکر کی بات نہیں' جلسہ کا اعلان ہوا کوئی مسلمان نہیں' جلسہ میں آنے والا کوئی نہیں' امیر شریعتؒ نے فرمایا: ''میں خود ہی سامع ہوں اور میں خود ہی مقرر'' ختم نبوت کی آواز جھوٹے نبی کے پیروکاروں کے کانوں میں ڈالیں گے' گم کردہ راہ لوگوں کو حق کی آواز سنائیں گے' طائف کی سنت تازہ ہوگی' دشمن مکمل طور پر تیار' انگریز آقا حکومت کی فوج' سیاسی گھڑسوار امیر شریعت کو روندنے کے لئے تیار' اللہ کا شیر گرجتا ہوا قادیان پہنچتا ہے' امن و امان کی آڑ میں قادیان میں جلسے کی اجازت نہیں ملی امیر شریعتؒ قادیان کے باہر گاؤں کے مسلمانوں کو آواز دیتے ہیں:

''اے جاں نثاران ختم نبوت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کی آواز سنو! خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے عقیدۂ ختم نبوت پر ڈاکہ ڈالا جارہا ہے۔''

حضرت شاہ صاحب کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے گاؤں کا گاؤں امنڈ آیا اور امیر شریعتؒ نے رات بھر خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے مفہوم اور عقیدۂ ختم نبوت کی وضاحت کرتے ہوئے چودھویں صدی کے مسیلمہ کذاب مرزا غلام احمد قادیانی کے دجل و فریب سے آگاہ کیا اور ثابت کیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی جھوٹا اور کذاب ہے اور اس کے ماننے والے حضور ختم المرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی نہیں' بلکہ دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ انگریزی قانون حرکت میں آتا ہے' امیر شریعتؒ کو گرفتار کرلیا' مقدمہ چلا' امیر شریعت کی طرف سے حق ثابت ہوجانے کے باوجود سزا دی گئی' لیکن امیر شریعتؒ اور قافلہ امیر شریعت کو یہ سزائیں اپنے مشن اور جہاد سے کہاں روک سکتی تھیں؟ جہاد جاری رہا' امیر شریعتؒ نے عقیدۂ ختم نبوت کی آواز ہر اس جگہ پہنچائی جہاں مرزا غلام احمد قادیانی نے جھوٹی نبوت کی آواز پہنچانے کی کوشش کی' دن بھر سفر اور رات بھر تقریریں' مولانا محمد علی جالندھریؒ فرماتے ہیں:

''ایک گاؤں کے مسلمان آئے اور کہا کہ ہمارا پورا کا پورا گاؤں قادیانی ہے' ہماری ایک مسجد ہے جس کے چاروں طرف قادیانیوں کے گھر ہیں' ہم اس مسجد میں عقیدۂ ختم نبوت کی بات نہیں کرسکتے' ہم چاہتے ہیں کہ آپ تشریف لائیں اور اس سلسلہ میں ان لوگوں کو آگاہ کریں۔''

حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ تشریف لے جاتے ہیں جلسہ کا اعلان ہوجاتا ہے تقریر شروع ہونے لگی تو علاقہ کا ایس ایچ او مولانا کی خدمت میں آتا ہے اور عرض کرتا ہے مسجد کے چاروں طرف قادیانی جماعت کے مسلح غنڈے مورچہ بند ہوکر بیٹھے ہیں کہ جہاں مولوی تقریر کرکے مرزا غلام احمد قادیانی کے بارے میں کچھ بات کرے گا' حملہ کرکے اس کو وہیں ختم کردیں گے۔

مولانا محمد علی جالندھریؒ نے کہا:

''تم علاقہ میں امن و امان کے ذمہ دار ہو' تم مسلمانوں کی حفاظت کرو' میں غیر آئینی بات کروں تو اس کا ازالہ کرو اس نے معذرت کرتے ہوئے کہا میرے پاس نفری بہت کم ہے اور پورا گاؤں اور علاقہ قادیانیوں کا ہے۔ میں اپنی جان کو خطرے میں نہیں ڈال سکتا۔ امیر شریعتؒ کے رفیق خاص نے ایک لمحہ کے لئے اپنے رب سے مشورہ فرمایا اور تھانیدار سے کہا: ٹھیک ہے تم نے اپنا فرض ادا کردیا میں اپنی ذمہ داری پر تقریر کروں گا' اور پھر فرمایا: میں یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عقیدۂ ختم نبوت کے بارے میں بیان کرنے آیا ہوں اور مرزا غلام احمد قادیانی کی جھوٹی نبوت عقیدۂ ختم نبوت کے خلاف ہے' میں ہمیشہ گھر سے وصیت کرکے چلتا ہوں' میری خوش قسمتی ہوگی کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس مسئلہ کو بیان فرماتے ہوئے شہادت عطا فرمائے' میں نے مسئلہ بیان کرنا ہے جو چاہے محمد علی کو ختم کردے۔ موت ہمارا مقصد ہے۔''

کئی گھنٹے تقریر فرمائی اللہ تعالیٰ نے قادیانیوں کے دل میں خوف ڈال دیا اور مسلمانوں کو سرخرو کیا ایک طرف انگریز سرکار قافلہ امیر شریعت کا راستہ روکے کھڑی تھی دوسری طرف قادیانیت انگریزوں کی سرپرستی میں مصروف عمل' لیکن قافلہ امیر شریعت دونوں محاذوں پر قربانیاں دیتا ہوا منزل کی طرف رواں دواں۔ اگست ۱۹۴۷ء اللہ تعالیٰ نے امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری' شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی' شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی' علامہ سید سلیمان ندوی' حضرت مولانا حفظ الرحمن' حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی رحمہم اللہ تعالیٰ اور اکابر دارالعلوم دیوبند کو ایک محاذ پر کامیابی عطا فرمائی اور برصغیر سے انگریزوں کا بوریہ بستر گول ہوا۔ برصغیر کے لوگوں کو انگریز کی سیاسی غلامی سے نجات ملی۔ سید الطائفہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کا شروع کیا ہوا جہاد کامیابی سے ہمکنار ہوا' حضرت شاہ ولی اللہ' حضرت شاہ عبدالعزیز' حضرت سید احمد شہید' حضرت اسمٰعیل شہید رحمہم اللہ تعالیٰ کی تحریک آزادی ثمر بار ہوئی' ہندوستان غلامی سے آزاد ہوا' پاکستان کی شکل میں مسلمانوں کو خطہ عطا ہوا' حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی' حضرت ظفر احمد عثمانی' فرزندان دارالعلوم دیوبند نے جھنڈا لہرا کر ثابت کردیا کہ قیامت تک پاکستان کی تحریک کی کامیابی دارالعلوم دیوبند کی مرہون منت ہے۔ ہندوستان میں مسلمانوں کے تحفظ کی ذمہ داری

شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی' حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا' حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلوی' حضرت مفتی کفایت اللہ دہلوی' حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی' حضرت مولانا ابوالکلام آزاد رحمہم اللہ تعالیٰ نے اپنے کندھوں پر اٹھائی اور یوں آج مسلمانان ہندوستان سربلندی اور غیرت کی زندگی گزارتے نظر آتے ہیں۔

انگریز جاتے جاتے اپنی ذریت مرزا غلام احمد کے پیروکاروں کو پاکستان پر مسلط کر گیا اور ظفر اللہ قادیانی کی شکل میں پاکستان کو وزیر خارجہ ملا اور بڑی بڑی اسامیوں پر قادیانیوں کو فائز کرا دیا گیا۔ ظفر اللہ قادیانی نے پاکستان کی وزارت خارجہ کو قادیانی جماعت کا مرکز بنا دیا اور ہر قادیانی افسر قادیانیت کا مبلغ بن گیا' تمام سفارت خانے اور فوجی چھاؤنیاں قادیانیت کا مرکز بن کر قادیانیت کی تبلیغی سرگرمیوں میں مصروف ہوگئیں اور مرزا بشیر الدین محمود پاکستان کو قادیانی اسٹیٹ بنانے کا خواب دیکھنے لگا' ۱۹۵۲ء میں اعلان کیا کہ ۱۹۵۲ء گزرنے نہ پائے کہ پاکستان قادیانی ریاست بن جائے تاکہ ہمارے جھوٹے نبی کی پیشگوئی پوری ہو اور قادیانیت کی سربلندی اور فتح حاصل ہو۔

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے اپنے بچے کھچے ساتھیوں کو جمع کیا اور فرمایا کہ:

"تحریک آزادی میں کامیابی اور
انگریز کی غلامی سے نجات کے بعد اب میرا
ایک ہی مشن رہ گیا ہے قادیانیت کی
سرکوبی۔"

کیونکہ میرے شیخ و مربی محدث العصر حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیریؒ نے میرے ذمہ یہ فریضہ لگایا تھا' اب پاکستان میں صرف اس ایک محاذ کے لئے اپنے آپ کو وقف کرنا چاہتا ہوں' جب تک یہ مسئلہ حل نہیں ہوگا میں کوئی کام کرنے سے معذور ہوں اب پاکستان میں مرزائیوں نے پر پُرزے نکالنا شروع کئے ہیں اور مرزا بشیر الدین نے قادیانی اسٹیٹ بنانے کے خواب دیکھنے شروع کر دیے ہیں اور میں میدان عمل میں اس کو ناکام بنانے کے لئے اترنا چاہتا ہوں۔ اب تک مقابلے میں انگریز تھا اب مسلمان ہیں' اس لئے طریقہ جہاد تبدیل کرنا ہوگا۔ حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ' قاضی احسان احمد شجاع آبادی' حضرت مولانا محمد حیات' حضرت مولانا لال حسین اختر' مولانا سید محمد یوسف بنوری' حضرت مولانا خیر محمد جالندھری' حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی رحمہم اللہ تعالیٰ اور قافلہ امیر شریعت کے جاں نثاروں نے امیر شریعت کے اس فیصلے کو سراہتے ہوئے آپ کی آواز پر لبیک کہا اور یوں قافلہ امیر شریعت مجلس تحفظ ختم نبوت کے عنوان سے اپنے مشن پر رواں دواں ہوگیا۔ دسمبر ۱۹۵۲ء کی آخری رات امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے چنیوٹ ختم نبوت کانفرنس میں اعلان کیا:

"مرزا بشیر الدین محمود تیرے
جھوٹے باپ کی طرح تیری جھوٹی خواہش'
جھوٹا خواب شرمندہ تعبیر نہ ہوسکا' پاکستان
ختم نبوت کے پروانوں کا ہے اور جاں
نثاران ختم نبوت کا رہے گا' اس ملک میں
عقیدہ ختم نبوت کا بول بالا ہوگا' جھوٹی
نبوت کا قبرستان پاکستان بنے گا۔"

اور پھر تاریخ نے قربانیوں کی ایک نئی داستان رقم کی۔ عظمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے شیدائی دیوانہ وار اپنے آقا کی عظمت کے لئے قربان ہوتے رہے۔ لاہور شہر کے مسلمانوں نے نئی تاریخ رقم کی' ایک دن میں دس ہزار نوجوانوں نے خوشی خوشی اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس کے لئے جانوں کا نذرانہ پیش کر کے مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی ذریت کے خوابوں کو چکنا چور کر دیا' پورے پاکستان میں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ سمیت ایک لاکھ سے زائد علماء کرام اور جاں نثاران ختم نبوت گرفتار کر کے پس دیوار زندان کر دیئے گئے' ہزاروں جاں نثاران ختم نبوت کو سزائیں سنائی گئیں' امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور ان کے ساتھیوں نے جیل میں چکیاں پیسیں' قادیانی وزیر خارجہ ظفر اللہ کراچی سمیت پاکستان کے کسی حصے میں تقریر نہ کر سکے' تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں اگرچہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار نہ دیا جاسکا لیکن سر ظفر اللہ اور قادیانی گروہ اپنے مکروہ عزائم میں ناکام ہوا' پاکستان قادیانی اسٹیٹ بننے سے بچ گیا۔ سر ظفر اللہ بوریا بستر لپیٹ کر عالمی عدالت کی طرف کوچ کر گیا' پاکستان کا ایک ایک شہری قادیانیت کے مکروہ عزائم سے آگاہ ہوا' تحریک ۱۹۵۳ء میں خون شہیداں نے جو شمع قوم کے دلوں میں روشن کی اس کی روشنی آہستہ آہستہ چاروں طرف پھیلنی شروع ہوئی۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اپنے فریضہ کی ادائیگی کرتے ہوئے ۱۹۶۱ء میں رب کائنات کے دربار میں سرخرو ہو کر پہنچ گئے تو جانشینی کی سعادت قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ کے حصے میں آئی' قافلہ امیر شریعتؒ تن من کی بازی لگاتے ہوئے قادیانیوں کو جسد ملت اسلامیہ سے خارج کرنے کے لئے کوشاں رہا' دست قضا نے قاضی صاحبؒ کو اس کی مہلت نہیں دی بلاوے پر لبیک کہتے ہوئے کامیاب و کامران محبوب حقیقی کی طرف روانہ ہوگئے' اب امیر شریعتؒ کے قافلہ ختم نبوت کی ذمہ داری کا عظیم الشان بوجھ مولانا محمد علی جالندھریؒ کے کاندھوں پر آپڑا جن کی زندگی ہی ختم نبوت کے کام سے متعارف تھی' قافلہ ختم نبوت حکومت کی امداد و تعاون کے بغیر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کرتے ہوئے گاؤں' گاؤں' محلے' محلے' شہر شہر مسلمانان پاکستان کے ایمان کی حفاظت اور قادیانیت کی سرگرمیوں کو روکنے کے لئے چلتا رہا اور قادیانیت کی ارتدادی کوششوں کے سامنے بند باندھتا رہا' قدرت کی طرف سے ابھی امتحان کا سلسلہ باقی تھا

اور قادیانی غیر مسلم اقلیت قرار نہیں پائے تھے کہ مولانا محمد علی جالندھریؒ بھی اپنے ساتھیوں کے پاس ابدی راحت وسکون کی جگہ پہنچ گئے تو اس کٹھن کام کی ذمہ داری کے لئے مولانا لال حسین اخترؒ کا نام تجویز ہوا کیونکہ قافلہ نے تو امیر کے ساتھ چلنا ہی ہے لیکن مولانا لال حسین اختر بھی ساتھیوں کی جدائی زیادہ دیر برداشت نہ کر سکے اور کچھ ہی عرصہ میں ساتھیوں سے جا ملے۔

اب عارضی طور پر مولانا محمد حیاتؒ نے قافلہ امیر شریعت کو سنبھالا لیکن اس ذمہ داری سے عذر ومعذرت کرتے رہے تا آنکہ قدرت کی طرف سے حضرت انور شاہ کشمیریؒ کی دعاؤں اور حضرت امیر شریعتؒ اور سالاران وجاں نثاران ختم نبوت کی قربانیوں کے اظہار قبولیت کا وقت آ گیا تو قافلہ امیر شریعت نے تمام جاں نثاروں کی طرف سے جانشین انور محدث العصر حضرت العلامہ سید محمد یوسف بنوریؒ پر سالار قافلہ امیر شریعتؒ بننے کا شدید اصرار ہوا۔ ساتھی اصرار کیوں نہ کرتے ان کی آنکھوں کے سامنے حضرت امیر شریعتؒ کا یہ واقعہ بار بار آ جاتا جو حضرت بنوریؒ نے اپنی زبان سے اس انداز میں مزے لے لے کر سنایا کرتے تھے اور بعض دفعہ وجد میں آ جاتے' کیونکہ آپ کو حضرت کشمیریؒ سے عشق اور حضرت امیر شریعتؒ سے محبت زیادہ تھی فرماتے تھے:

''ایک مرتبہ میں حضرت امیر شریعتؒ کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوا جب آپ فالج کی وجہ سے معذوری کی حالت میں تھے اور کافی بیمار تھے' میں نے اطلاع کی حضرت امیر شریعتؒ تشریف لائے' میں نے مصافحہ اور معانقہ کیا اور کہا یوسف بنوری' حضرت امیر شریعت نے فرمایا' نہیں' میں نے خیال کیا کہ بیماری کی وجہ سے پہچان نہیں سکے یا سن نہیں سکے تو دوسری مرتبہ بلند آواز سے کہا۔ اس پر بھی آپ نے جواب میں

حزب اختلاف کی قرارداد

حزب اختلاف نے ۳۰/ جون ۱۹۷۴ء کو قادیانیوں کے حوالے سے درج ذیل قرارداد قومی اسمبلی میں پیش کی:

''جناب اسپیکر،

قومی اسمبلی پاکستان

محترمی!

ہم حسب ذیل تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہتے ہیں!

ہرگاہ کہ یہ ایک مکمل مسلمہ حقیقت ہے کہ قادیان کے مرزا غلام احمد نے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی ہونے کا دعویٰ کیا' نیز ہرگاہ کہ نبی ہونے کا اس کا جھوٹا اعلان' بہت سی قرآنی آیات کو جھٹلانے اور جہاد کو ختم کرنے کی اس کی کوششیں' اسلام کے بڑے بڑے احکام کے خلاف غداری تھی۔

نیز ہرگاہ کہ وہ سامراج کی پیداوار تھا اور اس کا واحد مقصد مسلمانوں کے اتحاد کو تباہ کرنا اور اسلام کو جھٹلانا تھا۔

نیز ہرگاہ کہ پوری امت مسلمہ کا اس پر اتفاق ہے کہ مرزا غلام احمد کے پیروکار چاہے وہ مرزا غلام مذکور کی نبوت کا یقین رکھتے ہوں یا اسے اپنا مصلح یا مذہبی رہنما کسی بھی صورت میں گردانتے ہوں' دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

نیز ہرگاہ ان کے پیروکار' چاہے انہیں کوئی بھی نام دیا جائے' مسلمانوں کے ساتھ گھل مل کر اور اسلام کا ایک فرقہ ہونے کا بہانہ کر کے اندرونی اور بیرونی طور پر تخریبی سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔

نیز ہرگاہ کہ عالمی مسلم تنظیموں کی ایک کانفرنس میں' جو مکۃ المکرمہ کے مقدس شہر میں رابطہ العالم الاسلامی کے زیر انتظام ۶ اور ۱۰/ اپریل ۱۹۷۴ء کے درمیان منعقد ہوئی اور جس میں دنیا بھر کے تمام حصوں سے ۱۴۰ مسلمان تنظیموں اور اداروں کے وفود نے شرکت کی' متفقہ طور پر یہ رائے ظاہر کی گئی کہ قادیانیت' اسلام اور عالم اسلام کے خلاف ایک تخریبی تحریک ہے' جو ایک اسلامی فرقہ ہونے کا دعویٰ کرتی ہے۔

اب اسمبلی کو یہ اعلان کرنے کی کارروائی کرنا چاہئے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکار' انہیں چاہے کوئی بھی نام دیا جائے' مسلمان نہیں اور یہ کہ قومی اسمبلی میں ایک سرکاری بل پیش کیا جائے' تاکہ اس اعلان کو مؤثر بنانے کے لئے اور اسلامی جمہوریہ پاکستان کی ایک غیر مسلم اقلیت کے طور پر ان کے جائز حقوق ومفادات کے تحفظ کے لئے احکام وضع کرنے کی خاطر آئین میں مناسب اور ضروری ترمیمات کی جائیں۔

محرکین قرارداد:

''۱: مولانا مفتی محمود ۲: مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری ۳: مولانا شاہ احمد نورانی ۴: پروفیسر غفور احمد، ۵: مولانا سید محمد علی رضوی، ۶: مولانا عبدالحق (اکوڑہ خٹک)، ۷: چوہدری ظہور الٰہی، ۸: سردار شیر باز خان مزاری، ۹: مولانا محمد ظفر احمد انصاری، ۱۰: جناب عبدالحمید جتوئی، ۱۱: صاحبزادہ احمد رضا قصوری، ۱۲: جناب محمود اعظم فاروقی، ۱۳: مولانا صدر الشہید، ۱۴: مولانا نعمت اللہ، ۱۵: جناب عمرہ خان، ۱۶: مخدوم نور محمد، ۱۷: جناب غلام فاروق، ۱۸: سردار مولانا بخش سومرو، ۱۹: سردار شوکت حیات خان، ۲۰: حاجی علی احمد تالپور، ۲۱: جناب راؤ خورشید علی خان، ۲۲: جناب رئیس عطا محمد خان مری۔

بعد میں حسب ذیل ارکان نے بھی قرارداد پر دستخط کئے:

۲۳: نوابزادہ میاں محمد ذاکر قریشی، ۲۴: جناب غلام حسن خان دھاندلا، ۲۵: جناب کرم بخش اعوان، ۲۶: صاحبزادہ محمد نذیر سلطان، ۲۷: مہر غلام حیدر بھروانہ، ۲۸: میاں محمد ابراہیم برق، ۲۹: صاحبزادہ صفی اللہ، ۳۰: صاحبزادہ نعمت اللہ خان شنواری، ۳۱: ملک جہانگیر خان، ۳۲: جناب عبدالسبحان خان، ۳۳: جناب اکبر خان مہمند، ۳۴: میجر جنرل جمالدار، ۳۵: حاجی صالح محمد، ۳۶: جناب عبدالمالک خان، ۳۷: خواجہ جمال محمد کوریجہ۔''

قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا سرکاری ترمیمی بل

قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت کی عوامی تحریک کے حوالے سے ۷/ستمبر ۱۹۷۴ء کو شام چار بجے قومی اسمبلی کا ایک فیصلہ کن اجلاس ہوا، جس میں وزیر اعظم پاکستان ذوالفقار علی بھٹو کی منظوری سے وزیر قانون عبدالحفیظ پیرزادہ نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے ترمیمی بل کی منظوری کا اعلان کیا۔ اس سرکاری ترمیمی بل کا متن درج ذیل ہے:

”آئین پاکستان میں ترمیم کے لئے ایک بل:

ہرگاہ یہ قرین مصلحت ہے کہ بعد ازیں درج اغراض کے لئے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں مزید ترمیم کی جائے۔

لہٰذا بذریعہ ہذا حسب ذیل قانون وضع کیا جاتا ہے:

۱:...... مختصر عنوان اور آغاز نفاذ:

(۱) یہ ایکٹ آئین (ترمیم دوم) ایکٹ ۱۹۷۴ء کہلائے گا۔

(۲) یہ فی الفور نافذ العمل ہوگا۔

۲:...... آئین کی دفعہ ۱۰۶ میں ترمیم:

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں، جسے بعد ازیں آئین کہا جائے گا۔ دفعہ ۱۰۶ کی شق (۳) میں لفظ فرقوں کے بعد الفاظ اور قوسین اور قادیانی جماعت یا لاہوری جماعت کے اشخاص (جو اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں) درج کئے جائیں گے۔

۳:...... آئین کی دفعہ ۲۶۰ میں ترمیم:

آئین کی دفعہ ۲۶۰ میں شق (۲) کے بعد حسب ذیل نئی شق درج کی جائے گی یعنی (۳) جو شخص حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو آخری نبی ہیں، کے خاتم النبیین ہونے پر قطعی اور غیر مشروط طور پر ایمان نہیں رکھتا یا جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی بھی مفہوم میں یا کسی بھی قسم کا نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یا کسی ایسے مدعی کو نبی یا دینی مصلح تسلیم کرتا ہے۔ وہ آئین یا قانون کے اغراض کے لئے مسلمان نہیں ہے۔

بیان اغراض و وجوہ:

جیسا کہ تمام ایوان کی خصوصی کمیٹی کی سفارش کے مطابق قومی اسمبلی میں طے پایا ہے اس بل کا مقصد اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں اس طرح ترمیم کرنا ہے تاکہ ہر وہ شخص جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے پر قطعی اور غیر مشروط طور پر ایمان نہیں رکھتا یا جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یا جو کسی ایسے مدعی کو نبی یا دینی مصلح تسلیم کرتا ہے، اسے غیر مسلم قرار دیا جائے۔“

فرمایا نہیں۔ میں نے تیسری مرتبہ ذرا زور سے کہا تو حضرت امیر شریعتؒ نے میرا چہرہ اپنے ہاتھ میں لے کر کہا: یوسف بنوری نہیں۔ حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ انور شاہ کشمیریؒ۔“

گویا حضرت شاہ صاحب نے اپنی وفات سے پہلے پیشگوئی فرمادی تھی کہ انور شاہ کشمیریؒ کا مشن ان کے جانشین کے دور میں ہی مکمل فتح و کامرانی سے سرفراز ہوگا۔ جانشین حضرت کشمیریؒ مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کو اپنے مزاج اور طریقے کے خلاف جاں نثاران ختم نبوت کے سامنے ہتھیار ڈالنے پڑے اور ۱۵/ربیع الاول ۱۳۹۴ھ بمطابق ۹/اپریل ۱۹۷۴ء کو عاشق رسول شیخ الحدیث والتفسیر پیکر تواضع جرأت رندانہ کے امین مرشد العلماء حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ اپنے شیخ محدث العصر آیت من آیات اللہ حضرت اقدس سید محمد انور شاہ کشمیریؒ کے مشن کے امین بن کر قافلہ امیر شریعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے پانچویں سالار و امیر بننے کی سعادت سے سرفراز ہوئے۔ حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کی روایت حضرت اقدس مرشدی مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کی زبان مبارک سے بار بار سنی کہ حضرت کشمیریؒ کے حکم سے جب علماء کرام نے امیر شریعت کے دست مبارک پر بیعت شروع کی تو میں (حضرت بنوری) نے پانچویں نمبر پر امیر شریعتؒ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ قدرت نے پہلے سے ہی وقت مقرر کردیا تھا، حضرت بنوریؒ سالار قافلہ امیر شریعت کی حیثیت سے بھی پانچویں نمبر پر تھے۔ حضرت اقدس مولانا بنوریؒ نے قیادت سنبھالتے ہی مجلس تحفظ ختم نبوت کے کام کو منظم اور تیز کردیا اور مجلس تحفظ ختم نبوت کا کام پاکستان سے باہر بھی پھیل گیا ادھر مرزائی بھی زیادہ سرگرم ہوگئے، ایک طرف تو ذوالفقار علی بھٹو کی بے دین حکومت کی وجہ سے ان کے حوصلے بڑھ گئے دوسری

طرف انہوں نے انتخابات میں پی پی پی کی حمایت کی تھی' تیسری طرف فضائیہ کا سربراہ اور فوج کے ۱۸ سے زیادہ جرنیل قادیانی تھے' ۱۹۷۳ء میں قادیانیوں کے سالانہ جلسہ کے موقع پر فضائیہ کے طیاروں نے مرزا ناصر کو سلامی دی' گویا اب مقابلہ کانٹے کا ہو گیا تھا' دونوں گروہ فیصلہ کن مرحلے کی تیاری میں تھے ۲۹/مئی ۱۹۷۴ء کو وہ سانحہ پیش آ گیا جس کے نتیجہ میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے لئے جانشین انور شاہ مولانا بنوریؒ قافلہ امیر شریعت کو لے کر میدان عمل میں اتر پڑے۔ نشتر کالج اسٹوڈنٹس یونین کے صدر ارباب عالم کے مطابق ۲۲/مئی ۱۹۷۴ء کو کالج کے ایک سو طلباء نے سوات کا تفریحی پروگرام بنایا اور چناب ایکسپریس کے ذریعے روانہ ہوئے' ربوہ (موجودہ چناب نگر) ریلوے اسٹیشن پر بعض قادیانیوں نے طلباء کو تبلیغ شروع کر دی' جس پر طلباء اور قادیانیوں میں تصادم ہوتے ہوتے رہ گیا' طلباء نے ختم نبوت زندہ باد کے نعرے لگائے اور ریل روانہ ہو گئی' ان طلباء کی ۲۹/مئی کو چناب ایکسپریس کے ذریعہ واپسی تھی' قادیانیوں نے مرزا ناصر کے حکم پر (جیسا کہ اس نے ۲۳/مئی کے خطبہ میں اشارہ کیا تھا) کہ مرزا طاہر نے غنڈہ فورس (الفرقان فورس) کے ایک ہزار سے زائد مسلح افراد کی معیت میں ۲۹/مئی کو ربوہ اسٹیشن پر ان طلباء پر حملہ کر کے ان کو بربریت اور درندگی کا نشانہ بنایا گاڑی آدھا گھنٹہ سے زائد کھڑی رہی' جب قادیانی غنڈے طلباء کو نعرہ ختم نبوت زندہ باد کے قصور میں ادھ موا کر چکے تو ختم نبوت مردہ باد اور مرزا غلام احمد قادیانی کی "جے" کے نعرے لگاتے خوشیاں مناتے اپنے سربراہ مرزا ناصر کے پاس پہنچ گئے اور جشن منانے لگے' ریل فیصل آباد کی طرف روانہ ہوئی تو طلباء زخموں سے چور کراہ رہے تھے۔

آگے کی تفصیل مجاہد ختم نبوت مولانا تاج محمودؒ یوں بیان کرتے ہیں:

"میں گھر میں بیٹھا کام کر رہا تھا کہ ایک شخص ہانپتا کانپتا میرے گھر کے دروازے پر آیا اور آواز دی' میں بنیان میں ہی دروازے پر آیا تو مجھے دیکھتے ہی وہ بے اختیار رونے لگا اور روتے روتے ربوہ اسٹیشن کا واقعہ سنایا' واقعہ سنتے ہی میں ساکت ہو گیا' اسٹیشن سے معلوم کیا کہ ٹرین کب پہنچ رہی ہے؟ تو پتہ چلا کہ کچھ دیر میں پہنچنے والی ہے۔ میں نے تبلیغی جماعت کے امیر مفتی زین العابدین' حکیم عبدالرحیم اشرف اور دیگر علماء کرام اور سرکاری حکام کو اطلاع دی اور فوراً اسٹیشن کی طرف دوڑ پڑا' جیسے ہی اسٹیشن پر گاڑی پہنچی تو ایک کہرام مچ گیا' پوری ریل والے سراپا احتجاج بنے ہوئے تھے' فیصل آباد کے لوگ بھی پہنچ گئے' ہزاروں افراد اشتعال کی وجہ سے توڑ پھوڑ پر آمادہ تھے' بڑی مشکل سے ان کو صبر کی تلقین کی اور زخمی طلباء کی ابتدائی مرہم پٹی کی' ان کو ایئرکنڈیشن بوگیوں میں منتقل کر کے ملتان کی طرف روانہ کیا اور ایک پریس کانفرنس کے ذریعہ اس واقعہ پر احتجاج کرتے ہوئے مجرمین کو عبرتناک سزا اور قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کیا' دوسری طرف امیر مرکزیہ حضرت مولانا بنوری رحمۃ اللہ علیہ کو اس واقعہ کی اطلاع دی۔"

حضرت بنوریؒ اس وقت بیماری کی وجہ سے سوات میں ڈاکٹروں کے مشورے سے مقیم تھے' اطلاع ملتے ہی اپنی بیماری بھول گئے اور راولپنڈی فوری طور پر پہنچ گئے' مفکر اسلام مولانا مفتی محمود' مولانا غلام غوث ہزاروی' مولانا غلام اللہ خان' قاری سعید الرحمن وغیرہ جمع ہوئے اور واقعہ پر غور کرنے کے بعد فیصلہ کیا کہ تحریک ختم نبوت کا آغاز کر دیا جائے' اور اس سلسلے میں تمام سیاسی جماعتوں پر مشتمل مجلس عمل تحفظ ختم نبوت قائم کی جائے' چنانچہ مشورے سے تمام جماعتوں پر مشتمل مجلس عمل تحفظ ختم نبوت قائم کی گئی اور حضرت اقدس مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کو امیر اور محمود احمد رضوی کو جنرل سیکریٹری بنایا گیا۔ ۲۹/مئی سے تحریک کا آغاز ہوا' ہر مرحلے پر حکومت نے تحریک کو سختی سے دبانے کی ہر ممکن کوشش کی لیکن جاں نثاران ختم نبوت اتنے ہی حوصلے سے آگے بڑھتے گئے آخر کار ذوالفقار علی بھٹو نے قومی اسمبلی کو خصوصی کمیٹی کا درجہ دے کر اس مسئلہ پر بحث کرنے کا فیصلہ کیا' کمیٹی نے تقریباً ایک ماہ تک مسلسل کارروائی کی جس میں مرزا ناصر پر گیارہ دن اور لاہوری گروپ پر دو روز جرح کی گئی۔ جناب یحییٰ بختیار نے دو دن بحث کو سمیٹا اور آخر کار ۷/ستمبر کو متفقہ طور پر وہ تاریخی فیصلہ کیا گیا جس میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ پوری قوم نے اطمینان کا سانس لیا' جاں نثاران ختم نبوت اور حضرت بنوریؒ کو سرخروئی حاصل ہوئی۔ بقول مفکر اسلام مولانا مفتی محمود تحریک ختم نبوت کی کامیابی کا سہرا جاں نثاران ختم نبوت کے سر پر سجے گا کیونکہ ان کی قربانیوں نے یہ مسئلہ حل کیا' جانشین کشمیری عاشق رسول حضرت مولانا بنوریؒ پر ان دنوں عجیب کیفیت طاری تھی' مفتی اعظم پاکستان مفتی ولی حسن ٹونکی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ اسلام آباد کے سفر کے لئے تشریف لے جانے لگے تو مجھے خلوت میں لے جا کر فرمایا:

"مفتی صاحب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مسئلہ میں سرخروئی فرمائے' پوری قوم کی ذمہ داری کندھوں پر ہے ہمیشہ دھڑکا لگا رہتا ہے کہ کہیں کوئی مظلوم نہ مر جائے' ہم چاہتے ہیں کہ مظلوم رہیں کیونکہ مظلوم کے ساتھ اللہ کی رحمت ہوتی ہے' میں رات کو اٹھ اٹھ کر رب سے دعا کرتا ہوں کہ وہ خصوصی مدد فرمائیں۔"

قائد اہلسنت مفتی احمد الرحمن صاحبؒ نے بتایا

کہ حضرت بنوریؒ بار بار فرماتے بڑی سخت آزمائش میں ہیں کہیں ریاکاری اور دکھاوے کی نیت نہ ہو جائے ٗ نفس کی آمیزش شامل نہ ہو جائے ٗ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا کام ہے اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

شہید ختم نبوت حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ فرماتے ہیں:

''حضرت بنوریؒ نے تحریک کے دوران وزیر اعظم سے ملاقات میں واضح فرمایا: اگر آپ حق تعالیٰ پر توکل و اعتماد کرکے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے مسلمانوں کے حق میں فیصلہ کردیں تو دنیا کی کوئی طاقت آپ کا بال بیکا نہیں کرسکتی اور اس راستہ میں موت سعادت ہے۔''

(شخصیات وتاثرات تحریک ختم نبوت کے قافلہ کے سالار ص:۸۵)

بہرحال حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کا اخلاص اور رب کائنات سے خصوصی تعلق اور جاں نثاران ختم نبوت کی قربانیوں کا ثمرہ ذوالفقار علی بھٹو جیسے شخص کے دور حکومت میں جس کو پاکستان کی تاریخ میں دینی حوالے سے بدترین دور کہا جاتا ہے عطا فرمایا اور بقول ذوالفقار علی بھٹو: ''میں نے ۹۰ سالہ پرانا مسئلہ حل کیا۔'' ستمبر کو آئینی ترمیم کے ذریعہ قادیانی غیر مسلم اقلیت تو قرار دے دیئے گئے مگر اس پر قانون سازی نہ ہوسکی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم اعلیٰ مولانا محمد شریف جالندھریؒ نے حضرت اقدس مولانا بنوریؒ کے حکم پر اس سلسلے میں کام کو منظم کرنا شروع کیا اس دوران حضرت اقدس مولانا بنوری رحمۃ اللہ علیہ اس دار فانی سے کامیاب وکامران ہوکر تشریف لے گئے آپ کے بعد قافلہ امیر شریعت کی سربراہی آپ کے نائب اور شاگرد خاص شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب زید مجدہم العالیہ کے حصے میں آئی آپ نے اپنے جانشین کے طور پر جانشین مولانا بنوریؒ حضرت مفتی احمد الرحمنؒ خلف ارشد حضرت مولانا عبدالرحمن کامل پوری نور اللہ مرقدہ کو مقرر کیا کیونکہ حضرت نے وفات سے بہت عرصہ قبل ہی وصیت فرمادی تھی:

''مفتی احمد الرحمن حیاً و میتاً میرے نائب اور جانشین ہیں۔''

مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم کے ساتھ حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ ٗ حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ ٗ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ ٗ حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری مدظلہ العالی جیسے مخلص اکابر شریک سفر تھے تو جاں نثاران ختم نبوت کے رضاکار جمعیت علماء اسلام کے کارکنوں کی شکل میں لاکھوں کی تعداد میں موجود تھے۔ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو اپنے اکابر کے طرز پر اخلاص وللّٰہیت کے جذبے کے ساتھ آگے بڑھایا اور جنرل ضیاء الحق مرحوم کی فوجی حکومت پر دباؤ ڈالا کہ وہ قومی اسمبلی میں قادیانیوں کے متعلق غیر مسلم اقلیت ہونے والی ترمیم کے مطابق قانون سازی کرے کیونکہ قادیانی اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرکے مسلمانوں جیسی عبادت گاہیں قائم کررہے ہیں ٗ کلمہ طیبہ اور قرآنی آیات استعمال کررہے ہیں اپنے جھوٹے نبی کے لئے پیغمبر ورسول کے الفاظ استعمال کرتے ہیں ٗ جھوٹے نبی کے جھوٹے جانشینوں کے لئے خلیفۃ المسلمین اور عورتوں کے لئے امہات المومنین وغیرہ کے الفاظ استعمال کرتے ہیں جب ضیاء الحق حکومت نے پس وپیش کی حد کردی تو قافلہ امیر شریعت حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم نے جاں نثاران ختم نبوت کو اسلام آباد کی جامع مسجد میں طلب کرلیا اور اعلان کیا کہ جاں نثاران ختم نبوت کا جلوس مجلس شوریٰ کا گھیراؤ کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب زید مجدہم اور آپ کے رفقا کو کامیابی عطا فرمائی اور ۱۹۸۴ء میں ضیاء الحق حکومت نے اس وقت کے وزیر اطلاعات وکیل ختم نبوت راجہ ظفرالحق کا تیار کردہ ''امتناع قادیانیت آرڈیننس'' جاری کیا جس کی رو سے قادیانیوں کا خود کو مسلمان کہنا ٗ مسلمان کہلوانا ٗ شعائر اسلام استعمال کرنا اور مسلمانوں کے جذبات کو برانگیختہ کرنا جرم قرار پایا۔ اس طرح ۷ ستمبر کی آئینی ترمیم کی ایک حد تک تکمیل ہوئی اور عاشق رسول استاد محترم مولانا بنوریؒ کے کامیاب مشن کو ان کے دو شاگردوں مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم اور مفتی احمد الرحمنؒ نے پایہ تکمیل تک پہنچایا ٗ اس طرح قانونی دائرے میں قادیانی گروہ اپنے انجام کو پہنچ گیا اور خلیفہ اول سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سنت کو امت مسلمہ نے اچھے انداز میں زندہ کیا۔

امتناع قادیانیت آرڈیننس کے اجراء کے بعد مرزا طاہر نے ربوہ سے فرار ہوکر انگلینڈ کے شہر لندن کے نواح میں پناہ لی اور پاکستان اس کی نحوست سے پاک ہوا ٗ لیکن اب مسلمانان یورپ کے لئے خطرہ تھا ٗ اس لئے حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب زید مجدہم نے امام اہلسنت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ اور شیخ طریقت حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کو حکم دیا کہ وہ یورپ جاکر اس کا تعاقب کریں اور اس کی سرگرمیوں کو روکنے کے لئے اقدامات کریں ٗ ان حضرات نے جمعیت علماء برطانیہ ٗ دارالعلوم بری اور دیگر علماء کرام کے تعاون سے لندن میں ختم نبوت سینٹر قائم کیا اور الحمدللہ یورپ میں قادیانیوں کا تعاقب شروع ہوا۔ تاشقند ٗ سمرقند اور وسطی ایشیا کی ریاستوں میں بھی قادیانیت کا راستہ روکا گیا اور اب جرمنی ٗ بلجیئم اور امریکی ریاستوں میں ان کا تعاقب جاری ہے۔ اس طرح قافلہ امیر شریعت ٗ حضرت کشمیریؒ کے مشن کو خلیفہ اول سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ کی سنت کے مطابق جھوٹے مدعیان نبوت کی سرکوبی تک کام جاری رکھے گا تاکہ قیامت کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ

وسلم کی شفاعت نصیب ہو۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب قادیانی متفقہ طور پر غیر مسلم اقلیت قرار پاچکے ہیں اور امتناع قادیانیت آرڈیننس کے تحت ان کی تبلیغی سرگرمیوں کو روکا جاسکتا ہے تو اب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا کیا کام ہے اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مسلمانوں سے اور حکومت سے کیا چاہتی ہے؟

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ابتداء سے ایک ہی کام ہے کہ امت مسلمہ کو جھوٹے نبی کے جال میں پھنسنے سے بچایا جائے تاکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی سے نکل کر کسی گمراہ کے ہتھے نہ چڑھ جائیں اس لئے سب سے پہلے مرزا غلام احمد قادیانی کو دعوت دی گئی کہ وہ غلط عقائد سے توبہ کرکے اپنے آپ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی سے وابستہ کرلے اور جب وہ باز نہ آیا تو اس کے دائرہ اسلام سے فارغ ہونے کا فتویٰ جاری کیا' چنانچہ اس وقت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا سب سے پہلا کام قادیانی ذریت کو دعوت اسلام دینا ہے' تحریروں' مباہلوں اور مناظروں کا مقصد شخصیات چمکانا نہیں اور نہ ہی اپنے کام کی بلندی کا اظہار ہے بلکہ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے عقیدۂ ختم نبوت کا اظہار اور امت مسلمہ کو اس عقیدہ پر قائم رکھنا ہے' اس لئے وہ ہر کانفرنس میں قادیانیوں اور اس کے سربراہ مرزا طاہر کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن رحمت میں پناہ لے کر جہنم سے بچ جائے' اور اگر ہٹ دھرمی پر قائم رہے تو اللہ تعالیٰ نے جو عذاب مسیلمہ کذاب کے لئے مقرر کیا تھا اس کو بھگتنے کے لئے تیار ہوجائے اور اگر وہ دعوت اسلام قبول نہیں کرتے تو اندرون و بیرون پاکستان غیر مسلم اقلیت کی طرح رہیں اور اپنے آپ کو عیسائی' یہودی' سکھ' پارسی' ہندو اور بدھ مت والوں کی طرح الگ مذہب والا سمجھیں اقلیت کی حیثیت سے ہر مسلمان کی حفاظت کا ذمہ دار ہوگا لیکن قادیانیوں کا طرزعمل ملاحظہ کرلیں کہ وہ آئین پاکستان کے مطابق ہے یا نہیں؟

۱:...... قادیانی اپنے آپ کو جھوٹے نبی پر ایمان لانے کے باوجود مسلمان سمجھتے ہیں' مسلمان کہتے ہیں اور مسلمان کہلواتے ہیں' جبکہ دنیا کے ایک ارب بیس کروڑ مسلمان' جو نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی تسلیم کرتے ہوئے مرزا غلام احمد قادیانی کو جھوٹا نبی کہتے ہیں' وہ قادیانیوں کے نزدیک کافر اور دائرہ اسلام سے خارج اور کنجریوں کی اولاد ہیں۔ (ملاحظہ کیجئے "قومی اسمبلی میں مرزا ناصر کا بیان" کتاب "تاریخی دستاویز قومی اسمبلی ۱۹۷۴ء میں کارروائی" از: مولانا اللہ وسایا)

۲:...... قادیانی اپنی عبادت گاہیں' مسلمانوں کی مسجد کی طرح بناکر مسلمانوں کو دھوکہ دیتے ہیں' کلمہ طیبہ کا بیج سینے اور عمارتوں پر لگاتے ہیں اور اس کلمہ سے مراد نعوذ باللہ اپنے جھوٹے نبی کو لیتے ہیں' جو آئین پاکستان اور قرآنی احکام کی سراسر خلاف ورزی ہے۔

۳:...... قادیانی اپنے لئے اسلامی شعائر استعمال کرتے ہیں' مسلمانوں کی طرح اذان دیتے ہیں' قرآنی آیات معنوی تحریف کے ساتھ استعمال کرتے ہیں جبکہ آئین پاکستان اور سپریم کورٹ کے فیصلوں کے مطابق یہ سراسر غیر قانونی عمل ہے۔

۴:...... قادیانی گروہ ڈش انٹینا' انٹرنیٹ اور دیگر ذرائع سے قادیانیت کی تبلیغ کرتا ہے جبکہ کھلے عام تبلیغ آئین کی کھلم کھلا خلاف ورزی ہے۔

۵:...... قادیانی جماعت مسلمانوں کو مشتعل کرنے کے لئے طرح طرح کے ہتھکنڈے اختیار کرتی ہے اور ان علاقوں میں جہاں مسلمان کم تعداد میں ہیں ان پر مظالم ڈھائے جاتے ہیں۔

۶:...... قادیانی مغربی ممالک میں اسلام' پاکستان اور علماء کرام کے خلاف جھوٹا زہریلا پروپیگنڈہ کرکے سیاسی پناہ حاصل کرتے ہیں' اس طرح وہ پاکستان کو بدنام کرکے غداری کے مرتکب ہوتے ہیں۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا مطالبہ حکومت پاکستان سے صرف اتنا ہے کہ قادیانیوں کو پابند کیا جائے کہ وہ غیر مسلم اقلیت کی طرح رہیں' اپنے آپ کو مسلمان نہ کہیں اور نہ کہلوائیں' شعائر اسلام کا استعمال ترک کریں' کھلم کھلا قادیانیت کی تبلیغ نہ کریں' مساجد کی طرح عبادت گاہیں قائم نہیں کریں اور اگر ایسا ہو تو آئین پاکستان کے تحت ان کے خلاف کارروائی کی جائے تاکہ مسلمانوں میں اشتعال پیدا نہ ہو۔

مسلمانوں سے اپیل ہے کہ وہ اپنے ایمان کی حفاظت کریں' سادہ لوحی میں قادیانیوں کے جال میں نہ پھنسیں' نوکریوں کے لالچ' ویزوں کی ترغیب' کمپیوٹر سینٹر' کوچنگ سینٹر' کھیلوں کے کلب اور ڈش انٹینا کے ذریعے جو قادیانیت کی تبلیغ کی جارہی ہے' اس پر نگاہ رکھیں اور ان جھانسوں میں آکر اپنا ایمان ضائع نہ کریں۔ قادیانیت کی تبلیغی سرگرمیوں سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو مطلع کریں تاکہ آئینی طریقے سے اس کا سدباب کیا جائے' مغربی ممالک' انگلینڈ اور امریکی حکومت سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا مطالبہ ہے کہ جیسے عالم اسلام نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت تسلیم کرلیا ہے تو مغرب اور امریکہ اور دیگر غیر مسلم اقوام قادیانیوں کے ساتھ غیر مسلم اور الگ مذہب والا معاملہ کریں۔ مسلمانوں کی صف میں ان کو شامل کرکے مسلمانوں کے حقوق ان کو نہ دیں اور ان کے جھوٹے پروپیگنڈوں سے متاثر نہ ہوں بلکہ حقائق کی تحقیق کریں' ہمارا دعویٰ ہے کہ پاکستان میں قادیانیوں کو ہر غیر مسلم اقلیت سے زیادہ حقوق حاصل ہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حفاظت عقیدۂ ختم نبوت کے لئے پرامن مشن انشاء اللہ العزیز جاری رکھے گی۔

☆☆..........☆☆

عقیدہ ختم نبوت

قرآن وسنت اور اجماع امت کی روشنی میں

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

قرآن وسنت کے قطعی نصوص سے ثابت ہے کہ نبوت و رسالت کا سلسلہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم کردیا گیا۔ آپؐ سلسلہ نبوت کی آخری کڑی ہیں۔ آپؐ کے بعد کسی شخص کو منصب نبوت پر فائز نہیں کیا جائے گا۔

قرآن اور عقیدۂ ختم نبوت:

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

"محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے ختم پر ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتا ہے۔" (الاحزاب:۴۰)

تمام مفسرین کا اس پر اتفاق ہے کہ "خاتم النبیین" کے معنی یہ ہیں کہ آپؐ آخری نبی ہیں آپؐ کے بعد کسی کو منصب نبوت پر فائز نہیں کیا جائے گا۔ چنانچہ امام حافظ ابن کثیرؒ اس آیت کے ذیل میں اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"یہ آیت اس مسئلہ میں نص ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں اور جب آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں تو رسول بدرجہ اولیٰ نہیں ہوسکتا کیونکہ مقام نبوت مقام رسالت سے عام ہے کیونکہ ہر رسول نبی ہوتا ہے اور ہر نبی رسول نہیں ہوتا اور اس مسئلہ پر کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی و رسول نہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متواتر احادیث وارد ہیں جو صحابہ کرامؓ کی ایک بڑی جماعت سے مروی ہیں۔"

(تفسیر ابن کثیر صفحہ ۴۹۳ جلد ۳)

امام قرطبی اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

"ابن عطیہ فرماتے ہیں کہ خاتم النبیین کے یہ الفاظ تمام قدیم وجدید علمائے امت کے نزدیک کامل عموم پر ہیں جو نص قطعی کے ساتھ تقاضا کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں۔" (تفسیر قرطبی صفحہ ۱۹۶ جلد ۱۴)

حجۃ الاسلام امام غزالیؒ "الاقتصاد" میں فرماتے ہیں:

"بے شک امت نے بالاجماع اس لفظ (خاتم النبیین) سے یہ سمجھا ہے کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ آپؐ کے بعد نہ کوئی نبی ہوگا اور نہ رسول اور اس پر اجماع ہے کہ اس لفظ میں کوئی تاویل و تخصیص نہیں، پس اس کا منکر یقیناً اجماع امت کا منکر ہے۔"

(الاقتصاد فی الاعتقاد صفحہ ۱۲۳)

ختم نبوت سے متعلق احادیث مبارکہ:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے متواتر احادیث میں اپنے خاتم النبیین ہونے کا اعلان فرمایا اور ختم نبوت کی ایسی تشریح بھی فرمادی کہ اس کے بعد آپؐ کے آخری نبی ہونے میں کسی شک وشبہ اور تاویل کی گنجائش باقی نہیں رہی۔ متعدد اکابر نے ان احادیث ختم نبوت کے متواتر ہونے کی تصریح کی ہے۔ چنانچہ حافظ ابن حزم ظاہریؒ "کتاب الفصل فی الملل والاھواء والنحل" میں لکھتے ہیں:

"وہ تمام حضرات جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت، آپؐ کے معجزات اور آپؐ کی کتاب (قرآن کریم) کو نقل کیا ہے، انہوں نے یہ بھی نقل کیا ہے کہ آپؐ نے یہ خبر دی تھی کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں۔" (کتاب الفصل صفحہ ۷۷ جلد ۱)

حافظ ابن کثیرؒ آیت خاتم النبیین کے تحت لکھتے ہیں:

"ختم نبوت پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث متواترہ وارد ہوئی ہیں جن کو صحابہؓ کی ایک بڑی جماعت نے بیان فرمایا۔" (تفسیر ابن کثیر صفحہ ۴۹۳ جلد ۳)

علامہ سید محمود آلوسیؒ تفسیر "روح المعانی" میں زیر آیت خاتم النبیین لکھتے ہیں:

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا ایسی حقیقت ہے، جس پر قرآن ناطق ہے، احادیث نبویہ نے جس کو واشگاف طور پر بیان فرمایا ہے اور امت نے جس پر اجماع کیا، پس جو شخص اس کے خلاف کا مدعی ہو اس کو کافر قرار دیا جائے گا۔"

پس عقیدۂ ختم نبوت جس طرح قرآن کریم کے نصوص قطعیہ سے ثابت ہے اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث متواترہ سے بھی ثابت ہے۔ یہاں اختصار کے مدنظر صرف چند احادیث ذکر

کی جاتی ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ”میری اور مجھ سے پہلے انبیاؑ کی مثال ایسی ہے کہ ایک شخص نے بہت ہی حسین وجمیل محل بنایا مگر اس کے کسی کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی، لوگ اس کے گرد گھومنے اور اس پر عش عش کرنے لگے اور یہ کہنے لگے کہ یہ ایک اینٹ بھی کیوں نہ لگادی گئی؟ آپؐ نے فرمایا: میں وہی (کونے کی آخری) اینٹ ہوں اور میں نبیوں کو ختم کرنے والا ہوں۔“

(صحیح مسلم صفحہ ۲۴۸ جلد ۲،
صحیح بخاری کتاب المناقب صفحہ ۵۰۱ جلد ۱)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ”مجھے چھ چیزوں میں انبیاء کرام علیہم السلام پر فضیلت دی گئی ہے: (۱) مجھے جامع کلمات عطا کیے گئے (۲) رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی (۳) مال غنیمت میرے لئے حلال کردیا گیا ہے (۴) روئے زمین کو میرے لئے مسجد اور پاک کرنے والی چیز بنادیا گیا ہے (۵) مجھے تمام مخلوق کی طرف مبعوث کیا گیا ہے (۶) اور مجھ پر نبیوں کا سلسلہ ختم کردیا گیا ہے۔“

(صحیح مسلم صفحہ ۱۹۹ جلد ۱، مشکوٰۃ صفحہ ۵۱۲)

اس مضمون کی ایک حدیث صحیحین میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے پانچ چیزیں ایسی دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئیں، اس کے آخر میں ہے کہ: ”پہلے انبیاؑ کو خاص ان کی قوم کی طرف مبعوث کیا جاتا تھا اور مجھے تمام انسانوں کی طرف مبعوث کیا گیا۔“ (مشکوٰۃ صفحہ ۵۱۲)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”تم مجھ سے وہی نسبت رکھتے ہو جو ہارون کو موسیٰ (علیہما السلام) سے تھی مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں۔“ (صحیح بخاری صفحہ ۶۳۳ جلد ۲) اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ: ”میرے بعد نبوت نہیں۔“ (صحیح مسلم صفحہ ۲۷۸ جلد ۲)

حضرت ابوہریرہؓ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ: ”بنی اسرائیل کی قیادت خود ان کے انبیاؑ کیا کرتے تھے، جب کسی نبی کی وفات ہوتی تھی تو اس کی جگہ دوسرا نبی آتا تھا لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں، البتہ خلفاء ہوں گے اور بہت ہوں گے۔“

(صحیح بخاری صفحہ ۴۹۱ جلد ۱، واللفظ لہ، صحیح مسلم صفحہ ۱۲۶ جلد ۲، مسند احمد صفحہ ۲۹۷ جلد ۲)

بنی اسرائیل میں غیر تشریعی انبیاؑ آتے تھے جو موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کی تجدید کرتے تھے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایسے انبیاؑ کی آمد بھی بند ہے۔

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ: ”میری امت میں تیس جھوٹے پیدا ہوں گے، ہر ایک یہی کہے گا کہ میں نبی ہوں حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی کسی قسم کا نبی نہیں۔“

(ابوداؤد ص ۲۲۸ ج ۲ واللفظ لہ، ترمذی ص ۴۵ ج ۲)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ”رسالت ونبوت ختم ہوچکی ہے، پس میرے بعد نہ کوئی رسول ہے اور نہ نبی۔“

(ترمذی صفحہ ۵۱ جلد ۲، مسند احمد صفحہ ۲۶۷ جلد ۳)

حضرت ابوہریرہؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ہم سب کے بعد آئے اور قیامت کے دن سب سے آگے ہوں گے، صرف اتنا ہوا کہ ان کو کتاب ہم سے پہلے دی گئی۔“

(صحیح بخاری صفحہ ۱۲۰ جلد ۱، واللفظ لہ، صحیح مسلم صفحہ ۲۸۲ جلد ۱)

حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطابؓ ہوتے۔“ (ترمذی صفحہ ۲۰۹ جلد ۲)

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے خود سنا ہے کہ: ”میرے چند نام ہیں: میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی (مٹانے والا) ہوں کہ میرے ذریعہ اللہ تعالیٰ کفر کو مٹائیں گے اور میں حاشر (جمع کرنے والا) ہوں کہ لوگ میرے قدموں پر اٹھائے جائیں گے اور میں عاقب (سب کے بعد آنے والا) ہوں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔“

(متفق علیہ، مشکوٰۃ صفحہ ۵۱۵)

اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو اسمائے گرامی آپؐ کے خاتم النبیین ہونے کی دلالت کرتے ہیں۔ اول ”الحاشر“، حافظ ابن حجر ”فتح الباری“ میں اس کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”یہ اس طرف اشارہ ہے کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی اور کوئی شریعت نہیں..... سو چونکہ آپ کی امت کے بعد کوئی امت نہیں اور چونکہ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں، اس لئے حشر کو آپ کی طرف منسوب کردیا گیا کیونکہ آپ کی تشریف آوری کے بعد حشر ہوگا۔“ (فتح الباری صفحہ ۵۵۷ جلد ۶)

دوسرا اسم گرامی: ”العاقب“ جس کی تفسیر خود حدیث میں موجود ہے یعنی کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں۔

متعدد احادیث میں یہ مضمون آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کی طرف اشارہ کرکے فرمایا: ”مجھے اور

قیامت کو ان دو انگلیوں کی طرح بھیجا گیا ہے۔“

ان احادیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے درمیان اتصال کا ذکر کیا گیا ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری قرب قیامت کی علامت ہے اور اب قیامت تک آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ چنانچہ امام قرطبی ”تذکرہ“ میں لکھتے ہیں:

”اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ: ”مجھے اور قیامت کو ان دو انگلیوں کی طرح بھیجا گیا ہے“ اس کے معنی یہ ہیں کہ میں آخری نبی ہوں، میرے بعد اور کوئی نبی نہیں، میرے بعد بس قیامت ہے، جیسا کہ انگشت شہادت درمیانی انگلی کے متصل واقع ہے، دونوں کے درمیان اور کوئی انگلی نہیں...... اسی طرح میرے اور قیامت کے درمیان کوئی نبی نہیں۔“

(التذکرۃ فی احوال الموتیٰ وامور الآخرۃ ص ۷۱۱)

علامہ سندھیؒ حاشیہ نسائی میں لکھتے ہیں:

”تشبیہ دونوں کے درمیان اتصال میں ہے (یعنی دونوں کے باہم ملے ہوئے ہونے میں ہے)، یعنی جس طرح ان دونوں کے درمیان کوئی اور انگلی نہیں، اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان اور قیامت کے درمیان اور کوئی نبی نہیں۔“

(حاشیہ علامہ سندھیؒ بر نسائی صفحہ ۲۳۴ جلد ۱)

ختم نبوت پر اجماع امت:

چونکہ مسئلہ ختم نبوت پر قرآن کریم کی آیات اور احادیث متواترہ وارد ہیں اس لئے یہ عقیدہ امت میں متواتر چلا آرہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں آپ ﷺ کے بعد کوئی شخص منصب نبوت پر فائز نہیں ہوسکتا اور جو شخص آپ ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے وہ مرتد اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ علامہ علی قاریؒ ”شرح فقہ اکبر“ میں لکھتے ہیں:

”ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا بالاجماع کفر ہے۔“

(صفحہ ۲۰۲)

حافظ ابن حزم اندلسی اپنی کتاب ”الفصل فی الملل والاھواء والنحل“ میں لکھتے ہیں:

”جس کثیر تعداد جماعت اور جم غفیر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور نشانات اور قرآن مجید کو نقل کیا ہے اسی کثیر التعداد جماعت اور جم غفیر کی نقل سے حضور علیہ السلام کا یہ فرمان بھی ثابت ہو چکا ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی مبعوث نہ ہوگا۔ البتہ صحیح احادیث میں یہ ضرور آیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے۔ یہ وہی عیسیٰ علیہ السلام ہیں جو نبی

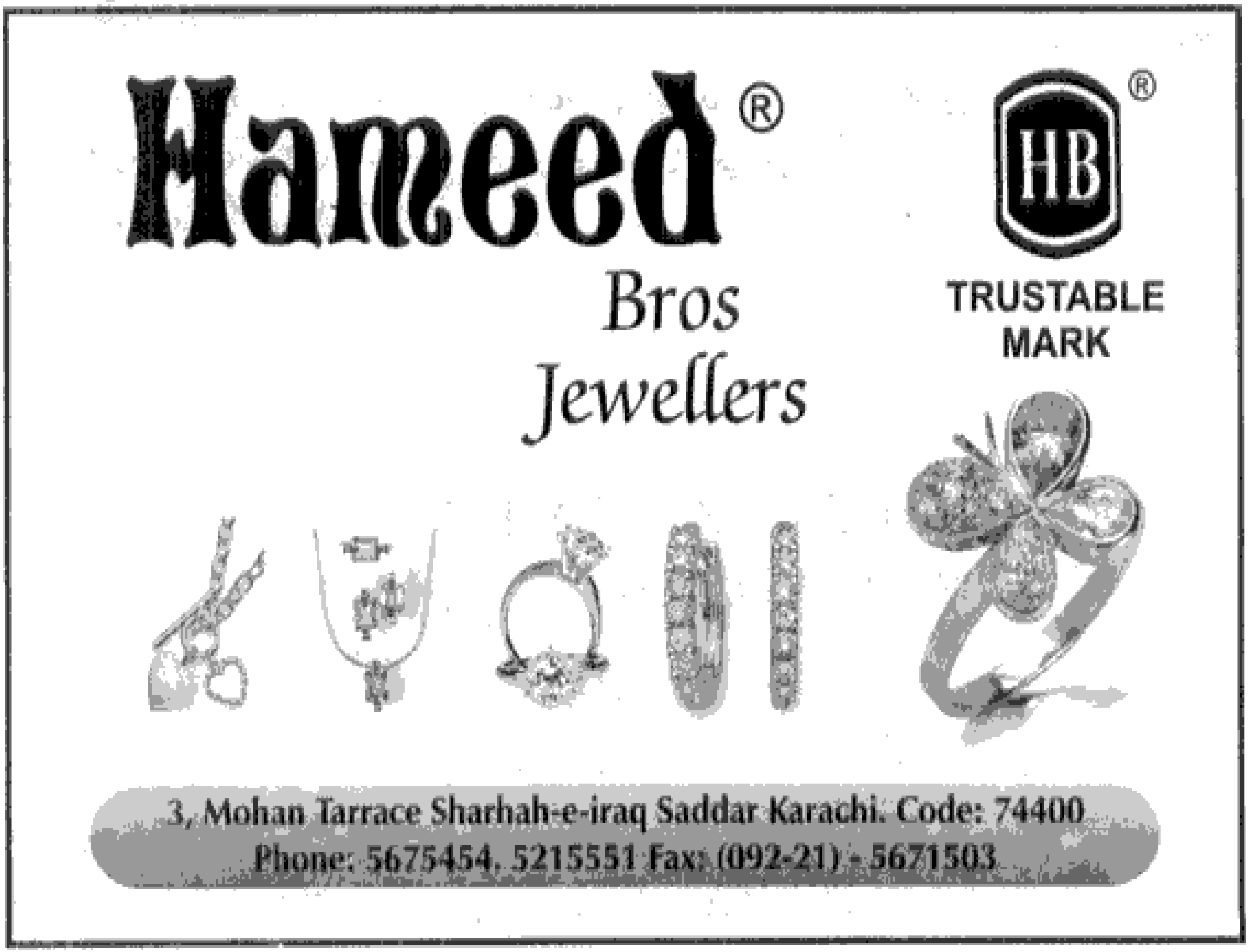

اسرائیل میں مبعوث ہوتے تھے اور یہود نے جن کو قتل کرنے اور صلیب دینے کا دعویٰ کیا تھا۔ پس اس امر کا اقرار واجب ہے کہ حضور علیہ السلام کے بعد نبوت کا وجود باطل ہے ہرگز نہیں ہوسکتا۔“

(صفحہ۷۷، جلد۱)

حافظ ابن حزمؒ ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ کا فرمان: ”ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین“ اور حضور علیہ السلام کا ارشاد: ”لا نبی بعدی“ سن کر کوئی مسلمان کیسے جائز سمجھ سکتا ہے کہ حضور علیہ السلام کے بعد زمین میں کسی نبی کی بعثت ثابت کی جائے‘ سوائے نزول عیسیٰ علیہ السلام کے آخر زمانہ میں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح احادیث مسندہ سے ثابت ہے۔“

(کتاب الفصل صفحہ۱۸، جلد۴)

حافظ فضل اللہ تورپشتیؒ کا اسلامی عقائد پر ایک رسالہ ”معتمد فی المعتقد“ کے نام سے فارسی میں ہے جس میں عقیدۂ ختم نبوت بہت تفصیل سے لکھا اور آخر میں منکرین ختم نبوت کے خارج از اسلام ہونے کی تصریح فرمائی ہے۔ اس کے چند ضروری اقتباسات درج ذیل ہیں:

”منجملہ عقائد کے یہ ہے کہ اس بات کی تصدیق کرے کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں‘ نہ رسول اور نہ غیر رسول‘ اور ”خاتم النبیین“ سے مراد یہ ہے کہ آپؐ نے نبوت پر مہر لگادی اور نبوت آپؐ کی تشریف آوری سے حد تمام کو پہنچ گئی یا یہ معنی ہیں کہ خدا تعالیٰ نے پیغمبری پر آپؐ کے ذریعہ مہر لگادی اور خدا تعالیٰ کا مہر کرنا اس بات کا حکم ہے کہ آپؐ کے بعد نبی نہیں بھیجے گا۔“ (صفحہ۹۳)

”اور بہت سی احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ نبوت آپؐ کی تشریف آوری پر پوری ہوگئی۔ آپؐ کے بعد کوئی اور نبی نہیں ہوگا۔ ان احادیث میں سے ایک حدیث کا مضمون یہ ہے کہ میری اُمت میں تقریباً تمیں جھوٹے دجال ہوں گے‘ ان میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ میں نبی ہوں حالانکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔“

(ایضاً صفحہ۹۶)

”بحمد اللہ! یہ مسئلہ اہل اسلام کے درمیان اس سے زیادہ روشن ہے کہ اس کی تشریح و وضاحت کی ضرورت ہو۔ اتنی وضاحت بھی ہم نے قرآن کریم سے اندیشہ کی بنا پر کردی کہ مبادا کوئی زندیق کسی جاہل کو شبہ میں ڈالے‘ اور عقیدۂ ختم نبوت کا منکر وہی شخص ہوسکتا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر بھی ایمان نہ رکھتا ہو کیونکہ اگر یہ شخص آپ کی رسالت کا قائل ہوتا تو جن چیزوں کی آپؐ نے خبر دی ہے ان میں آپ کو سچا سمجھتا‘ اور جن دلائل اور جس طریق تواتر سے آپؐ کی رسالت و نبوت ہمارے لئے ثابت ہوئی ہے ٹھیک اسی درجہ کے تواتر سے یہ بات بھی ثابت ہوئی ہے کہ آپؐ آخری نبی ہیں اور آپؐ کے زمانہ میں اور قیامت تک کوئی نبی نہ ہوگا اور جس شخص کو اس ختم نبوت میں شک ہو اسے خود رسالت محمدیؐ میں بھی شک ہوگا‘ اور جو شخص یہ کہے کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی ہوا تھا یا اب موجود ہے یا آئندہ کوئی نبی ہوگا‘ اسی طرح جو شخص یہ کہے کہ آپؐ کے بعد نبی ہوسکتا ہے وہ کافر ہے۔“

(ایضاً صفحہ۹۷)

گزشتہ بالا سطور سے واضح ہوچکا ہے کہ قرآن کریم‘ احادیث متواترہ اور اجماع امت کی رو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بلا استثنا تمام انبیائے کرام علیہم السلام کے علی الاطلاق خاتم ہیں‘ اس لئے آپؐ کے بعد کوئی شخص کسی معنی و مفہوم میں بھی نبی نہیں کہلا سکتا‘ نہ منصب نبوت پر فائز ہوسکتا ہے اور جو شخص اس کا مدعی ہو وہ کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ ☆☆☆

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silver, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85,Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph: 2514972-2531133

کراچی میں قیامِ امن اور ہماری ذمہ داری

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

کراچی شہر جو ایک زمانہ میں امن اور روشنیوں کا شہر کہلاتا تھا، جس شہر میں امیر، غریب، آجر، اجیر، محنت کش، مزدور اور مختلف رنگ و نسل، زبان اور کلچر کے لوگ پیار و محبت، بھائی چارگی اور چین و سکون کے ساتھ رہتے تھے، جو شہر پورے ملک سے آنے والے محنت کشوں، مزدوروں اور روزی کے متلاشی لوگوں کو روزگار اور سائبان فراہم کرتا تھا، جو شہر پاکستان کا مالی دار الحکومت، قومی معیشت کی شہ رگ اور منی پاکستان کہلاتا تھا، جس شہر کے باسیوں کی مہمان نوازی، دین دوستی، امن پسندی اور الفت و محبت مثالی تھی، جس شہر کے مکین دینی اداروں کے بہی خواہ، سرپرست اور مخلص معاونین کہلاتے تھے، جن میں لسانی، عصبی، گروہی، مذہبی اور مسلکی تفریق کوئی معنی اور حیثیت نہیں رکھتی تھی، افسوس کہ دین و ملت کے بدخواہوں کو اس شہر کا یہ مثالی پیار و محبت، الفت و یگانگت، تشخص و اختصاص، امن و امان اور اتحاد و اتفاق پسند نہ آیا، اور اہالیان کراچی کو حقوق کے تحفظ کے نام پر علاقائی، نسلی، لسانی، مذہبی، مسلکی اور گروہی خانوں میں تقسیم کردیا۔

آج عروس البلاد اور غریب پرور شہر لہولہان اور میدان کارزار کا منظر پیش کر رہا ہے، اس کے باسی آتشی اسلحہ کی آگ اور خون میں جلائے اور نہلائے جارہے ہیں، اس کے کئی علاقوں اور محلوں میں آہوں، سسکیوں اور چیخوں کی آہ و فغاں کی صدائیں آسمانوں کو چھو رہی ہیں، ایک ایک گھر سے کئی کئی جنازے اور لاشیں اٹھ رہی ہیں۔ قاتلوں اور دہشت گردوں کی گولی کا نشانہ بننے والوں میں مرد، عورتیں، بچے، بوڑھے، جوان، مقیم، مسافر، دہشت گرد اور پر امن شہری بلاتفریق سب شامل ہیں۔ مسجد، مدرسہ، خانقاہ، دکان اور گھر میں کسی کو کوئی تحفظ نہیں، جو قاتل اور دہشت گرد جہاں چاہتا ہے اور جس کو چاہتا ہے، اسے وہیں ڈھیر کردیتا ہے۔ اس شہر میں لسانی، سیاسی، علاقائی، مذہبی اور گروہی بنیادوں پر قتل عام آئے دن کا معمول بنادیا گیا ہے۔ ایک ایک دن میں دہائیوں کی تعداد میں لاشیں گرائی جاتی ہیں اور اس پر مزید ظلم اور ستم یہ کہ ہمارا میڈیا بجائے اس کے کہ وہ اس آگ پر پانی ڈالنے کا کام کرے، الٹا وہ جلتی پر تیل کا کام کررہا ہے، مقتولوں کی تصاویر اور قومیت کی وضاحت کے ساتھ ان کو پیش کرکے ان کے لواحقین کے جذبات کو مزید برانگیختہ کررہا ہے۔ ادھر حکمران مفاہمت اور سیاسی مصلحتوں کی آغوش میں محو استراحت ہیں۔ ملک میں انتظامی ادارے بڑی بڑی تنخواہیں اور مراعات حاصل کرنے کے لئے تو موجود ہیں، لیکن اپنی اصل ذمہ داری اور فرض منصبی ادا کرنے میں ہچکچاہٹ اور کوتاہی کے مرتکب ہورہے ہیں۔ عوام سے ووٹ اور ووٹ مانگنے کے لئے سیاسی جماعتیں بھی اپنا وجود رکھتی ہیں، لیکن اس ظلم، بربریت اور کشت و خون کے ماحول کو ٹھنڈا کرنے اور ختم کرنے کے بجائے وہ بھی خاموش تماشائی کا کردار ادا کرتی نظر آتی ہیں۔

ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ قتل و قتال اور ظلم و فساد ایک سوچی سمجھی اسکیم اور طے شدہ منصوبے کے تحت ہورہا ہے، جس کی تکمیل اور اسے عملی جامہ پہنانے کے لئے ایک نیٹ ورک قائم ہے اور مخفی قوتیں ان کی سرپرستی کررہی ہیں۔ اس بارہ میں روزنامہ جنگ کراچی میں شائع شدہ ایک کالم بنام ”اس عذاب سے نجات کیسے پائیں“ کا ایک اقتباس نقل کیا جاتا ہے، جس سے ان حالات کے اسباب و عوامل کا کچھ اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ جناب حامد میر صاحب لکھتے ہیں:

”یہ ایک حیران کن اور تشویش ناک ایس ایم ایس پیغام تھا۔ حیران کن اس لئے کہ یہ پیغام مجھے عوامی نیشنل پارٹی کے ایک رہنما کی طرف سے عین اس وقت موصول ہوا، جب میں قصبہ کالونی کراچی کے مختلف علاقوں میں جلے ہوئے مکانات اور گولیوں سے چھلنی مارکیٹ دیکھ رہا تھا۔ پیغام میں کہا گیا تھا کہ گزشتہ دنوں صدر آصف علی زرداری نے مسلم لیگ (ق) کے اہم رہنماؤں کی موجودگی میں سندھ سے تعلق رکھنے والے ایک وفاقی وزیر کو سندھی زبان میں کہا کہ میری سیاست کو مانتے ہو کہ نہیں؟ کس طرح میں نے کراچی کے پختونوں کو مہاجروں سے الجھا رکھا ہے۔ قصبہ کالونی کے غریب پختون اور مہاجر مجھے اپنی بربادی کی داستان سنا رہے تھے اور میں اے این پی کے رہنما کی طرف سے بھیجے گئے ایس ایم ایس پیغام میں الجھا ہوا تھا، جس کا ذکر برادر سلیم صافی نے بھی ۱۲/ جولائی کو اپنے کالم میں کیا تھا۔ میں اس

تشویش کا شکار تھا کہ اگر یہ پیغام درست ہے تو پھر میرے وطن کو کسی بیرونی دشمن کی ضرورت نہیں، اس وطن کے ارباب اختیار ہم سب کی تباہی کے لئے کافی ہیں۔

۱۷؍جولائی کی شب کراچی میں ایم کیو ایم کی قیادت نے مسلم لیگ (ق) کے صدر چوہدری شجاعت حسین کے ساتھ ملاقات کے دوران ان سے یہ پوچھا کہ کیا یہ واقعی درست ہے کہ صدر زرداری نے آپ کی موجودگی میں ایک سندھی وزیر سے سندھی زبان میں کہا کہ انہوں نے بڑی مہارت کے ساتھ کراچی میں پختونوں کو مہاجروں سے الجھا رکھا ہے؟ سوال سن کر چوہدری شجاعت حسین ایک لمحے کے لئے ٹھٹھک گئے، پھر بات کو گھماتے ہوئے تشویش بھرے لہجے میں کہنے لگے کہ میں خود تو اس موقع پر موجود نہ تھا، لیکن میں نے بھی کچھ ایسی باتیں ضرور سنی ہیں۔“

(روزنامہ جنگ کراچی ۲۰؍جولائی ۲۰۱۱ء)

وفاقی وزیر داخلہ جناب رحمان ملک کا چشم کشا بیان بھی پڑھ لیجئے:

”اسلام آباد (جنگ نیوز ایجنسیاں) وفاقی وزیر داخلہ رحمن ملک نے کہا کہ کراچی میں استعمال ہونے والا اور پکڑا جانے والا اسلحہ اسرائیل سے آ رہا ہے ۔جس کا مطلب ہے کہ ٹارگٹ کلرز بھی باہر سے آ رہے ہیں، ایم کیو ایم کے ساتھ تناؤ وقتی ہے، آئندہ چند روز میں معاملات طے پا جائیں گے اور عوام جلد خوشخبری سنیں گے۔“ (روزنامہ جنگ کراچی ۱۸؍جولائی ۲۰۱۱ء)

سوال یہ ہے کہ یہ اسلحہ لانے والے کون اور چلانے والے کون لوگ ہیں؟ ان کی پشت پناہی کرنے والی قوتیں کونسی ہیں؟ ان کے عزائم و مقاصد کیا ہیں؟ اور یہ کہ اس گمبھیر صورت حال کے کیا نتائج برآمد ہوں گے؟ ملک و قوم پر اس کے کیا اثرات و ثمرات مرتب ہوں گے؟ ارباب اقتدار، فوج اور سول سروس کے ذمہ داروں، علمائے کرام اور سیاسی جماعتوں کے سربراہوں پر اس سلسلے میں کیا ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں؟ اور اس کے لئے مذکورہ افراد، اداروں اور جماعتوں نے کیا کردار ادا کیا ہے؟۔

ہمارے خیال میں اگر اس صورت حال کا فوری طور پر تدارک نہ کیا گیا، متفقہ اور متحدہ آواز نہ اٹھائی گئی اور کوئی مضبوط اور ٹھوس لائحہ عمل نہ اپنایا گیا تو کراچی ہی نہیں، بلکہ پورا ملک بے امنی اور دہشت گردی کی لپیٹ میں آجائے گا۔

اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے جمعیت علمائے اسلام کراچی کے زعماء اور راہنماؤں کو کہ انہوں نے ان حالات کی سنگینی کو محسوس کیا اور تمام مذہبی جماعتوں اور دینی اداروں کے ذمہ داران پر مشتمل ”کراچی میں قیام امن اور دینی قوتوں کا کردار“ کے نام سے ایک امن کانفرنس بلائی، جس میں جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن، جامعہ دارالعلوم کراچی، وفاق المدارس العربیہ پاکستان، تنظیم المدارس العربیہ پاکستان، جماعت اسلامی، جمعیت علمائے پاکستان، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، مرکزی جمعیت علمائے پاکستان، جماعۃ الدعوۃ، جمعیت اتحاد العلماء، نظام مصطفیٰ پارٹی، انجمن نوجوان اسلام، مرکزی جمعیت اہل حدیث اور شیعہ علماء کونسل کے نمائندے شریک ہوئے۔ اس امن کانفرنس کی مزید تفصیل روزنامہ امت کی اس خبر میں ملاحظہ ہو:

”کراچی (اسٹاف رپورٹر) سیکولر اور عام سیاسی جماعتیں کراچی میں امن و امان کے قیام میں ناکام ہو چکی ہیں، اب دینی جماعتوں اور مذہبی قیادت کو شہر میں امن کے لئے ہراول دستے کا کردار ادا کرنا پڑے گا۔ ”کراچی امن کمیٹی“ کا قیام شہر میں امن کے لئے مثالی قدم ثابت ہوگا۔ کراچی کی بدامنی پاکستان کی بدامنی ہے۔ ان خیالات کا اظہار جمعیت علمائے اسلام (ف) کے تحت اتوار کو کراچی پریس کلب میں ہونے والی امن کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے مختلف مذہبی جماعتوں اور اداروں کے رہنماؤں نے کیا۔ آل پارٹیز کانفرنس کی صدارت جمعیت علمائے اسلام سندھ کے جنرل سیکریٹری سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو نے کی، جب کہ آل پارٹیز کانفرنس میں جمعیت علمائے اسلام (ف) کے قاری محمد عثمان، قاری شیر افضل، مولانا عبدالکریم عابد، اسلم غوری، جماعت اسلامی کے اسد اللہ بھٹو، محمد حسین محنتی، جمعیت علمائے پاکستان کے صدیق راٹھور، مستقیم نورانی، مرکزی جمعیت علمائے پاکستان کے مولانا اشرف گورمانی، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ، جماعۃ الدعوۃ کے حافظ کلیم اللہ، جمعیت اتحاد العلماء کے مولانا عبدالرؤف، نظام مصطفیٰ پارٹی کے الحاج محمد رفیع، جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے مولانا سعید عبدالرزاق اسکندر، انجمن نوجوانان اسلام کے محمد شاہد، مرکزی جمعیت اہل حدیث کے قاری خلیل الرحمن، دارالعلوم کراچی کے مولانا راحت علی ہاشمی، شیعہ علماء کونسل کے آغا مصطفیٰ مہدی، وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے محمد رفیق، تنظیم المدارس العربیہ کے

مولانا غلام محمد سیالوی ودیگر نے شرکت کی۔

شرکاء نے کراچی میں امن وامان کی بگڑتی ہوئی سنگین صورت حال پر انتہائی تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ کراچی کا امن ملک کو غیر مستحکم کرنے کے لئے تباہ کیا جارہا ہے۔ یہ ایک عالمی سازش کا حصہ ہے۔ آج کراچی میں ہر شخص خوفزدہ ہے۔ بدامنی کی وجہ سے کاروبار تباہی کے دہانے پر کھڑا ہے۔ حکمران اور شہر کی دعویدار جماعتیں اپنے ذاتی مفادات میں مصروف ہیں۔ جے یو آئی کراچی کے امیر قاری محمد عثمان نے بریفنگ دیتے ہوئے بتایا کہ شہر میں امن وامان کی مخدوش صورت حال کے باعث اب امن کے لئے علماء، مشائخ اور دینی قوتوں کو سامنے لانے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ اس حوالے سے کراچی امن کمیٹی کے پلیٹ فارم سے باقاعدہ کام شروع کیا گیا ہے۔ امن کمیٹی متحارب گروپوں سے مذاکرات کرے گی۔ مقررین نے جمعیت علمائے اسلام کی جانب سے امن کانفرنس کے انعقاد کو سراہا اور کہا کہ جمعیت کا یہ فیصلہ بروقت اور انتہائی احسن ہے۔ میڈیا کے نمائندوں سے گفتگو کرتے ہوئے بعض شرکاء نے کہا کہ متحدہ مجلس عمل کی بحالی یا اس جیسے کسی پلیٹ فارم کے قیام تک ”کراچی امن کمیٹی“ شہر میں امن وامان کے قیام کے لئے ہراول دستے کا کردار ادا کرے گی۔ علماء نے کہا کہ حکومت شہریوں کو تحفظ فراہم کرنے میں ناکام ہوچکی ہے، ہم دینی قوتوں کے تعاون سے شہر میں امن قائم اور اخوت وبھائی چارے کے قیام کے لئے ہر ممکن اقدام کریں گے۔“ (روزنامہ امت کراچی ۲۵؍جولائی ۲۰۱۱ء)

جمعیت علمائے اسلام کراچی کے زیر اہتمام ۲۴؍جولائی ۲۰۱۱ء کو کراچی پریس کلب میں منعقد ہونے والی دینی جماعتوں، دینی مدارس کی تنظیمات اور مقتدر علمائے کرام کی امن کانفرنس میں جاری کیا گیا مشترکہ اعلامیہ درج ذیل ہے:

”کراچی میں امن وامان کی صورت حال ظاہر وباہر ہے، شہر کا ہر باسی رنجیدہ ودل گرفتہ ہے۔ چند روزہ امن وسکون کے بعد پھر وہی موج خون سر بلند ہوتی خاک وخون کا نیا باب رقم کرتی گزر جاتی ہے۔ بہی خواہان ملت قومی سلامتی کے بارے میں فکرمند ہیں کہ امن وامان کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔

حادثہ یہ ہے کہ شہری انتظامیہ سے لے کر صوبائی اور مرکزی حکومت اور اس میں شامل عناصر اس صورت حال کے خاتمے اور مستقبل میں پائیدار امن کے لئے سنجیدہ نہیں۔ محض وقت گزاری کی روش پر گامزن مقتدر قوتیں شہر کا المیہ بن چکی ہیں۔ ہر ایک خونی حادثہ اور ناپسندیدہ واقعہ کے بعد رسمی بیانات اور معمول کی کارروائی سے اپنے وجود کا جواز پیش کیا جاتا ہے۔ کراچی کی دینی جماعتیں اور دینی اداروں کے نمائندگان شہر میں ماضی میں برپا کئے گئے قتل وغارت گری کے واقعات کی روشنی میں محسوس کرتے ہیں کہ حکمران اتحاد میں شامل جماعتیں ہی ان تمام واقعات کی ذمہ دار ہیں، اس لئے اس کا مداوا ان کے بس کی بات نہیں۔ اعلامیہ میں اس امر پر بھی اتفاق کیا گیا کہ دینی قوتیں اور مراکز دینیہ عامۃ المسلمین کی رہنمائی اور اخوت اسلامی کے قیام کے لئے ایسے مشترکہ اقدامات کریں گے، جن سے شہر میں قیام امن کے لئے مدد مل سکے، جس میں امن مارچ، متحارب گروپ سے مشترکہ وفود کی ملاقاتیں وغیرہ شامل ہیں۔

حالات کا جبر تقاضا کرتا ہے کہ دینی قوتوں کو شہر میں قیام امن کے لئے اپنا تاریخی کردار ادا کرنا ہوگا۔ پاکستان میں دینی وسیاسی نمائندہ جماعت ”جمعیت علمائے اسلام“ اس ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے شہر میں تمام قابل قدر دینی جماعتوں، سیاسی راہنماؤں اور دینی اداروں کی محترم شخصیات کے خصوصی تعاون سے کراچی میں قیام امن کی اہم ذمہ داری کے لئے اپنی خدمات پیش کرتی ہے۔ الحمد للہ! تمام قابل قدر دینی جماعتوں اور اداروں نے بھرپور تعاون کا یقین دلایا ہے۔ ہم ان کے شکرگزار ہوتے ہوئے ان کی مشاورت وہدایت کے مطابق اعلان کرتے ہیں کہ ہم شہر میں قیام امن کے لئے محلے اور گلی تک لوگوں سے رابطہ کرکے امن قائم کریں گے۔ اس کے لئے تمام دینی اداروں اور مقتدر علماء کرام پر مشتمل مجلس مشاورت تجویز کی جاتی ہے، جبکہ تمام دینی جماعتوں اور دینی اداروں کے نمائندوں پر مشتمل ”کراچی امن کمیٹی“ قائم کی جاتی ہے۔

آج دینی جماعتوں، دینی اداروں اور محترم شخصیات کا اس بات پر بھی اتفاق

ہے کہ اگر پاکستان کے چاروں مکاتب فکر دیوبندی، بریلوی، اہلحدیث، شیعہ نے اعتدال کی راہ اختیار کی اور اتحاد کا ثبوت دیا تو پاکستان میں نفاذ اسلام کے اعلیٰ مقصد کے حصول سمیت یہاں پر موجود تمام فتنے اپنی موت آپ مر جائیں گے اور ان چاروں مکاتب فکر کے باہمی اتحاد سے فرقہ پرست، انتہاء پسندوں کو معاشرے میں بے اثر اور کسی حد تک ان کی حوصلہ شکنی کی جاسکتی ہے اور آئندہ کسی کو بھی امت کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کی جرأت وجسارت نہ ہوگی۔

اسی طرح لسانیت کے ساتھ فرقہ واریت پر قابو پاکر پورے ملک اور کراچی میں امن قائم کیا جاسکتا ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ شہر کی دینی قوتوں کی قابل محترم قیادت کے تعاون سے ہم اپنے مقصد میں ضرور کامیاب ہوں گے۔ آخر میں یہ وضاحت بھی ضروری ہے کہ یہ فورم کسی سیاسی جماعت یا ادارے کے مقابل نہیں، بلکہ قیام امن کے ایک نکاتی ایجنڈا پر شہر کی تمام دینی جماعتوں اور قابل قدر اشخاص سے تعاون کا طلب گار ہے“۔

اس امن کانفرنس میں منظور کی جانے والی قرار دادیں حسب ذیل ہیں:

”۱...... کراچی میں آئے روز معصوم شہریوں کے قتل عام پر گہری تشویش کا اظہار کرتے ہوئے سندھ حکومت اور اتحادی جماعتوں کو خونریزی کا ذمہ دار قرار دیتے ہوئے کہا گیا کہ اب تک حکومت نے قیام امن اور قتل وغارت گری کے ذمہ دار عناصر اور ان کے سرپرستوں کے خلاف کسی قسم کے سنجیدہ اقدامات نہیں کئے ہیں، بلکہ یہ سب حکومتی اتحاد میں شامل حال اور ماضی کی جماعتوں کی سرپرستی میں ہورہا ہے۔ ان جماعتوں نے بھتہ خوری اور قبضہ کے لئے شہر کو گھیرے میں لیا ہوا ہے۔ شہریوں کا جینا حرام کردیا گیا ہے اور جہاں ان کا سامنا ہوتا ہے پھر ایک دوسرے پر حملہ آور ہوتے ہیں، جس کے نتیجے میں ۹۹ فیصد بے گناہ اور معصوم شہری نشانہ بنتے ہیں۔ قرارداد میں مزید کہا گیا کہ کراچی جو امن، محبت، بھائی چارے اور اخوت کا شہر تھا، حکمرانوں کی غلط پالیسیوں اور حکمران اتحاد کے آپس میں جھگڑوں نے اسے مقتل گاہ بنادیا ہے، روشنیوں کے شہر پر اب اندھیروں کا راج ہے۔

قرارداد میں مطالبہ کیا گیا کہ حکومت فوری طور پر شہریوں کی جان ومال، عزت وآبرو کے تحفظ کو یقینی بناتے ہوئے حالیہ خون ریزی میں ملوث عناصر اور ان کے سرپرستوں کو گرفتار کرکے انصاف کے تقاضوں کو پورا کرے، بصورت دیگر دینی جماعتیں عوام کو سڑکوں پر لانے پر مجبور ہوں گی۔

۲...... حالیہ خونریز واقعات میں ہلاک وزخمی ہونے والے سینکڑوں معصوم شہریوں اور ان کے خاندانوں سے اظہار ہمدردی کرتے ہوئے مطالبہ کیا گیا کہ فوری طور پر جاں بحق اور زخمی ہونے والے سینکڑوں افراد کے لواحقین، جلائی گئی گاڑیوں اور تباہ شدہ املاک کے مالکان کو معقول معاوضہ دیا جائے اور زخمیوں کے علاج کو یقینی بناتے ہوئے آئندہ اس قسم کے تباہ کن حالات پر کنٹرول کرنے کے لئے مؤثر اقدامات کئے جائیں۔

۳...... شہر کو اسلحہ سے پاک کرنے کے لئے بلاتفریق اور بے رحمانہ کارروائی عمل میں لاتے ہوئے شہر میں ناجائز اسلحہ ڈپوؤں کو سرکاری تحویل میں لے کر کراچی کو اسلحہ سے پاک کیا جائے۔ قرارداد میں اس امر پر افسوس کا اظہار کیا گیا کہ خود حکومتی اتحاد کے پاس جو اسلحہ ہے، وہ شاید فوج کے پاس ہو۔ حکومت اگر شہر میں امن کے لئے مخلص ہے تو پھر مصلحتوں کی چادر ہٹا کر قانون اور انصاف کی بالادستی قائم کرنی ہوگی۔

۴...... کراچی میں پھیلائی جانے والی فحاشی وعریانی پر تشویش کا اظہار کرتے

Sonara Gold Colection
سونارا گولڈ کلیکشن
NP1/59 مرادلوہار اسٹریٹ، صرافہ بازار، میٹھادر، کراچی
Cell: 0300-8932894, 0313-8932894

ہوئے مطالبہ کیا گیا کہ پاکستان کے ملی اور اسلامی تشخص کا احترام کرتے ہوئے فحاشی کے اڈوں کو ختم کرنا ہوگا، ورنہ قوم اسے مزید برداشت نہیں کرے گی۔

۵...... کراچی میں بدترین لوڈشیڈنگ اور گزشتہ تین ماہ سے K.E.S.C کے ملازمین اور انتظامیہ کی جاری لڑائی پر گہری تشویش کا اظہار کرتے ہوئے مطالبہ کیا گیا کہ شہریوں کو لوڈشیڈنگ کے عذاب سے نجات دلاتے ہوئے K.E.S.C کے ملازمین کے جائز مطالبات کو فوری منظور کرکے ہزاروں خاندانوں کو فاقہ سے بچایا جائے۔

۶...... کراچی کو جرائم پیشہ عناصر، لینڈ مافیا، بھتہ مافیا، قبضہ مافیا، ڈرگ مافیا سے پاک کیا جائے، چاہے ان کا تعلق کسی بھی دینی، مذہبی یا سیاسی جماعت سے کیوں نہ ہو، نیز ایسے عناصر سے تمام محب وطن جماعتیں برأت کا اظہار کریں۔

۷...... احترام رمضان آرڈی نینس پر عمل درآمد کو یقینی بناتے ہوئے اشیائے خوردونوش کی قیمتوں پر کنٹرول کیا جائے اور ذخیرہ اندوزی کرنے والے عناصر کے خلاف فوری کارروائی کی جائے۔“

ہماری درخواست ہے کہ علمائے کرام خصوصاً مساجد کے خطباء اور ائمہ حضرات اپنے خطبات میں دینی اخوت، بھائی چارہ اور اکرام مسلم کے مضامین اور عنوانات پر بیان کریں۔ اسی طرح قتل مسلم کی وعیدات ان کو سنائیں اور بتائیں، تاکہ آپس میں اعتماد کی فضا بحال ہو۔ مزید یہ کہ مذہبی جماعتوں کے افراد متاثرہ علاقوں کا دورہ کریں، ان کی تکالیف کو رفع کرنے کی کوششیں کریں اور انہیں یقین دلائیں کہ ہم آپ کے دکھ اور درد میں برابر کے شریک ہیں، انشاء اللہ! اس سے انہیں تسلی بھی ہوگی اور باہم اعتماد کی فضا بھی بحال ہوگی۔

خلاصہ یہ کہ اس وقت پاکستان دشمن قوتیں، پاکستان کو کمزور، بدحالی اور افتراق و انتشار میں مبتلا کرنے اور اہالیان پاکستان کو اختلاف وانتزاع میں مبتلا کرنے کی جس روش پر گامزن ہیں، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اگر حکومت، سیاسی و مذہبی جماعتوں، انتظامیہ اور علمائے امت نے اپنے اپنے دائرہ کار میں اس طوفان اور یلغار کے سامنے معقول و مضبوط بند باندھنے کی کوشش نہ کی تو معاذ اللہ! وہ دن دور نہیں کہ جب پاکستان کو متحد و متفق رکھنا ایک خواب بن جائے گا۔ ولا فعل اللہ ذلک۔ ☆☆☆

7 ستمبر 1974ء

یومِ تجدیدِ عہد

نیشنل اسمبلی آف پاکستان کا جرأت مندانہ فیصلہ:

قادیانی دائرۂ اسلام سے خارج ہیں

قادیانیوں کے بارے میں فیصلہ پوری قوم کا فیصلہ ہے: سابق وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو مرحوم

7 ستمبر کو امت مسلمہ کی 90 سالہ محنت رنگ لائی، گلشن محمدی میں بہار آئی، قادیانیت کے ظلمت کدہ میں مزید خزاں چھائی،

قادیانی رسوا ہوئے، سرطان کی طرح امت مسلمہ سے کاٹ کر الگ کر دیئے گئے،

ایسے کیوں نہ ہوتا، اس لئے کہ ختم نبوت اللہ تعالیٰ کا قانون ہے، ختم نبوت امت مسلمہ کی وحدت کا راز ہے،

ختم نبوت قرآن کریم کی روح ہے، ختم نبوت محمد رسول اللہ ﷺ کی آبرو ہے، ختم نبوت اسلام کی اساس ہے،

آیئے! آج ایک مرتبہ پھر عہد کرتے ہیں کہ

ہم اللہ کے قانون، محمد رسول اللہ ﷺ کی عزت و آبرو، اسلام کی اساس اور قرآن کریم

کی روح عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت کرنے میں کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔

اس عقیدے کے تحفظ کے لئے ہم بارگاہ الٰہی میں اپنے الفاظ کا نذرانہ، اپنے لہو کا تحفہ،

اپنی زندگی کی بہاریں پیش کر کے سرخ رو ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ ان تمام عاشقان مصطفیٰ پر رحمت کی بارش نازل فرمائے، جنہوں نے اس میدان میں اپنا کردار ادا کیا۔